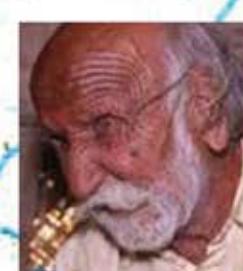
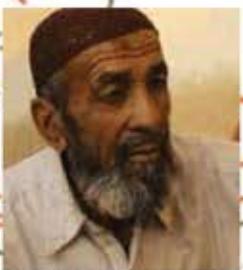


# مکران سونامی ۱۹۴۵ء کی یاداشتیں

بحیرہ عرب کے ساحلوں پر زندہ بچ جانے والوں سے گفتگو



2015ء میں یونیسکو (UNESCO) نے اپنے ادارہ انٹرگورنمنٹل اونسٹروگراف کمیشن (IOC)، France 75 352 Paris 07 Place de Fontenoy کے لئے شانع کیا۔

اندیش اون گروپ افشار میشن سنتر (IOTIC) UNESCO /IOC, UNESCO Office, Jakarta, Jalan Galuh (II) No. 5, Kebayoran Baru, Jakarta 12110, Indonesia  
کی طرف سے پہنچ کیا گیا۔ [www.iotic.ioc.unesco.org](http://www.iotic.ioc.unesco.org)

پہلی اشاعت سال 2015 برائے

## **UNESCO/IOC - UNESCAP Trust Fund for Tsunami, Disaster and Climate Preparedness in Indian Ocean and Southeast Asian Countries**

پراجیکٹ کا نام:

"Communicating the effects of the 1945 Makran tsunami to increase awareness and preparedness of tsunami hazards in the Makran region".

برائے مہربانی اس کتاب پچھ کا خواہ دیجئے وقت آئی اسی سیریز اور نمبر 1-2015 IOC Brochure IOC اور ناشر کے طور پر IOC/UNESCO کا ذکر کیجئے۔ مزید پڑھ کر مرتباً تین کے ناموں میں آخری نام پہلی کھلاہرہ کر جاتا ہو تو بوراناٹ لکھنے رخوف فرمائے۔

اس بروشر میں یونیکو کے نام کے استعمال اور ان کی طرف سے اس مواد کی پہلیگش سے یہ تاثر نہ لیا جائے کہ اس میں کسی طرح بھی کسی ملک یا علاقے (territory)، یادہاں کے حکام کی قانونی حیثیت کے بارے میں یا کسی بھی ملک یا علاقے (territory) کی سرحدوں کے ضمن میں یونیکو کی رائے کا انقلاب رکھا گیا ہے۔

© UNESCO 2015

اس کتاب کا اردو ترجمہ اور اس کی پرنٹنگ UNESCO اسلام آباد کے تعاون سے 2015 میں کی گئی۔

اس کتاب نے کوئی ذی ایف فارم میں بلا معاوضہ ڈاؤن لوڈ کرنے کے لئے وہ سمجھا:

<http://iotic.iocunesco.org/1945makrantsunami/1945-makran-tsunami-booklet.pdf>

بعض انترو یو یڈ یوز اور متعلقہ انفارمیشن بیشول انترو یو کا جغرا فیلمی محل و قوع، اور سونامی 1945 کے تحریری ریکارڈ کے حصے بھی اسی جگہ پورٹ کئے گئے ہیں۔ برائے مہربانی غلطیوں کی درستگی drr.jak@unesco.org پر رپورٹ سمجھے۔ آئی اونٹی آئی سی کی کوشش ہو گئی کہ آن لائن اور آن نہدہ اشاعتیں میں ان اس سبقاً نہاد کیا جائے۔

# مکران سونامی 1945ء کی یاد اشتنیں

## بھیرہ عرب کے ساحلوں پر زندہ بچ جانے والوں سے گفتگو

فیلڈ میں کام کرنے والوں میں شامل ہیں: پاکستان میں دین محمد کا کڑ<sup>1</sup>، غزالہ نعیم<sup>2</sup>، عبداللہ عثمان<sup>3</sup>، عطاء اللہ مینگل<sup>4</sup>، دھنی بخش<sup>5</sup>، محمد ثار<sup>6</sup>، عبداللہ بلوج<sup>7</sup> اور محمد بخش وارڑ<sup>8</sup>؛ ایران میں عبد ماجد نادری بینی<sup>9</sup>، محمد آفارین<sup>10</sup>، حمزے غفاری<sup>11</sup>، ہرمن ایم فریز<sup>12</sup>، فاطمہ پیلی وان<sup>13</sup>، ایمل اے اوکال<sup>14</sup>، محمد علی حمزے<sup>15</sup> اور جواد قاسم زادے<sup>16</sup>؛ عمان میں نورہ الیس البلوشی<sup>17</sup>، گوٹھا ہوفن<sup>18</sup>، اور اینے روئے پرٹ<sup>19</sup>؛ اور بھارت میں سیشاخالم سرینی و سالو<sup>20</sup>، وانیسا آندرید<sup>21</sup> عبدالرحمن الحارقی<sup>22</sup> اور ندیش بھٹ<sup>23</sup>

پیاسکو، انگریزی اور نگارا فک کمیشن (IOC) بروشر 1-2015

- 9- نارتھ ولیشن یونیورسٹی، انیشن، ایلیناے، یوائیس اے
- 10- چابہار میریٹائم یونیورسٹی، چابہار، ایران
- 11- جرمن یونیورسٹی آف میکنالوجی ان اومان، مسقط، اومان
- 12- یوڑکٹ یونیورسٹی، یوڑکٹ، نیدر لینڈ
- 13- ایانیون یونیورسٹی، چنانے، انڈیا
- 14- انڈین انسٹیوٹ آف سائنس، بنگلور، انڈیا

- 1- جیالوچی ڈیپارٹمنٹ، بلوچستان یونیورسٹی، کوئٹہ، پاکستان
- 2- ڈیزائرسک ریڈیشن کنسٹنٹ، اسلام آباد، پاکستان
- 3- رورل کمیونٹی ڈیولپمنٹ کوئل، گواڑ، پاکستان
- 4- پر اوشل ڈیزائز میٹ میٹ ایجنسی، بلوچستان، پاکستان
- 5- ایرانیں نیشنل انسٹیوٹ فاراوشالا لوچی ایڈ اسٹا سفیر ک سائز، تہران، ایران
- 6- ایرانیں نیشنل انسٹیوٹ فاراوشالا لوچی ایڈ اسٹا سفیر ک سائز، چابہار ریسرچ سنٹر، چابہار، ایران
- 7- جارجیا انسٹیوٹ آف میکنالوجی، جارجیا، یوائیس اے
- 8- ایرانیں میشو لا جیکل آر گنازیشن، تہران، ایران

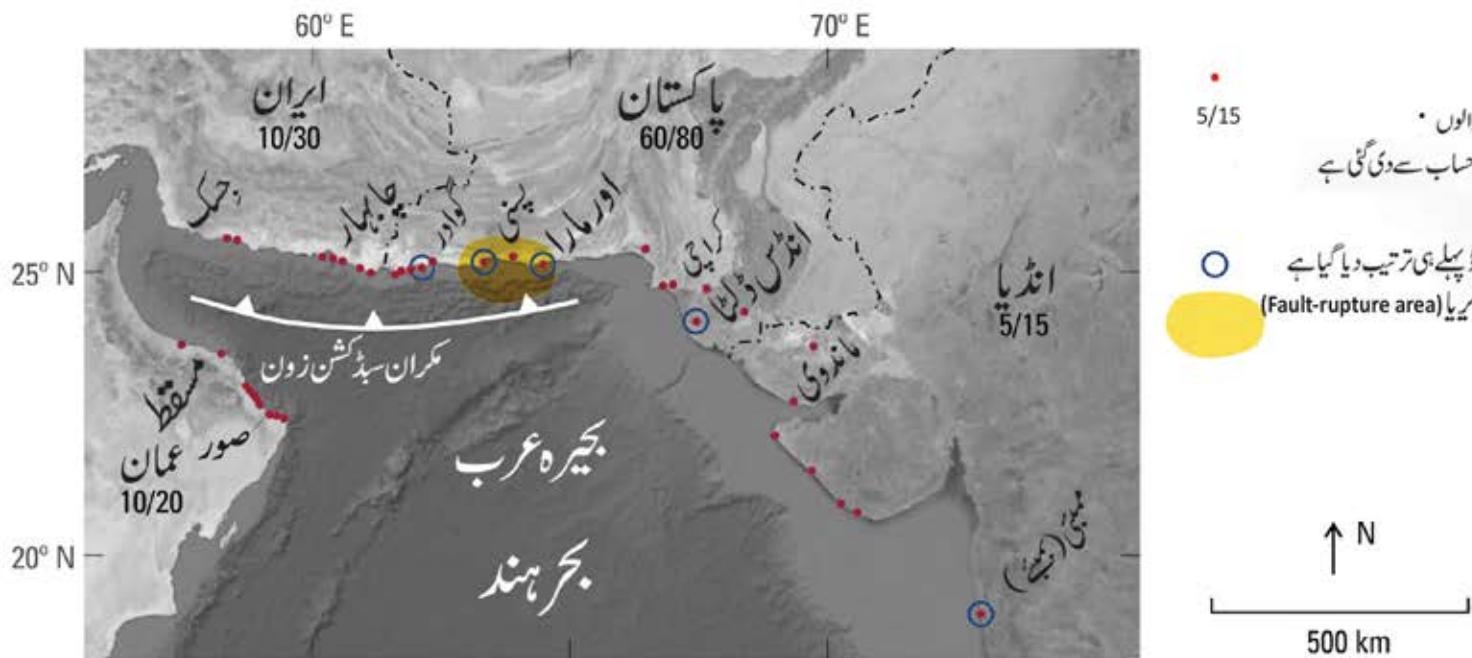
# فہرست

گز		تعارف
پشکان	iii	انڈیا
گواور	1	ماندوبی، گجرات
سرپندر		ایران
پشی	2	گیشی
کھلت		پونم
اور ماہ		کوناک
ڈام (سونیانی کے نزدیک)		تس
کراچی		چاہدار
گاؤں عبدالرحمٰن، ہاکس بے		رامن
بہا آئی لینڈ، پورٹ آف کراچی		رامن کے شرق میں
انڈس ڈبلنا		ہیرس
کیٹی بندر		پاسا بندر
کھاروچجان		پینے (گواڑ)
جائی		عمان
بہریں	11	قریات
بلکریہ		الدباب
لوگ جن کے بیانات اس کا تپچ میں دیجے گے ہیں		بماہ
انزو یو کرنے والوں کے نام		قنس
حوالہ جات		شب توی
تاریخی نقشہ جات		الثیاد
جیوائی اور گز		صور
پشکان اور گواور		الشای
پشی		راس الہ
کھلت اور اور ماہ		پاکستان
ڈام (دمب) نزد سونیانی	17	گواور کے مغرب میں
گاؤں عبدالرحمٰن (نیز دپریا)، ہاکس بے		جیوئی (جیوانی)
بہا آئی لینڈ، پورٹ آف کراچی		
کراچی اور انڈس ڈبلنا، کیٹی بندر (کیٹی بندر)		
کیٹی بندر (کیٹی بندر)		
جنگلیوں کے نام انزو یو میں بتائے گئے علاقوں کو ظاہر کرتے ہیں جن کی گروپ بندی ممالک کی موجودہ حدود کے مطابق کی گئی ہے۔ اقوام		
حمدہ کے رکن ممالک کی روایتی فہرست کے مطابق تمام ممالک کو حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب دیا گیا ہے۔ ہر ملک میں علاقوں کو مغرب		
سے مشرق کی طرف فہرست میں ظاہر کیا گیا ہے۔		

# تعارف

یہ بڑی صورت حال 1945 میں کران میں آنے والے زلزلہ اور سونامی سے ہونے والے (نقصانات کے) تجھیے کو اور بھی تقویت دیتی ہے۔ 8.1 شدت کا زلزلہ (کران) سبکش زون (subduction zone) کے شرقی حصے میں فالٹ (fault) کی نوٹ پھوٹ سے آیا جواب پاکستان کا ساحل ہے۔ یہ نوٹ پھوٹ پسندی کے ساحل سے کچھ دور ہوتی اور اور مارکے نیچے تک برسنگی اس کے بعد آنے والا سونامی کی حد تک سمندر کے فرش پر لینڈ سلائیڈنگ (زمیں کھکا) نمبر<sup>(5,11,19)</sup> سے منسوب کیا گیا اور اس کی لہروں کا براعظی شیل (continental shelf) میں پھنس جانے کو بھی تجویز<sup>(16)</sup> کیا گیا۔ 1945 میں زلزلے کے بھلکے اور (سونامی) سیلاں مقامی وقت کے مطابق صحیح سوریے واقع ہوئے۔

نزوکی (اور مقامی) مرکز سے پیدا ہونے والی سونامی کی لمبائی دنیا<sup>(24)</sup> میں سونامی سے ہونے والی زیادہ تر ہلاکتوں کا باعث ہیں اور اسی طرح کی قدرتی آفت کا خطہ بحیرہ عرب<sup>(18)</sup> کے ساحلوں پر موجود ہے۔ ایسے کسی خطے کی اصل وجہ کران سبکش زون (Makran Subduction Zone) ہے۔ بحیرہ عرب کے کنارے ایران اور پاکستان کے ساحل کے نیچے ترچھی اور آہستہ آہستہ ایک دوسرے کو شمال کی طرف دباتی ہوئی تکمیل پلیٹوں (Tectonic Plates) کی تحرک سرحد ہے۔ سمندر کی جانب اس کا کنارہ براعظی ڈھال (پلیٹ) کے دامن کے ساتھ چلتا ہوا 800 کلومیٹر طویل ہے۔ (نیچے دیئے ہوئے نقشہ میں حوالے موجود ہیں) اگر اس پورے علاقے میں (یعنی 800 کلومیٹر طویل subduction zone) میں (یہک وقت) (زلزلے کے لیے) نوٹ پھوٹ ہوتا تھا جتنا آنے والا زلزلہ 9.2 سے 9.23 (حوالہ) شدت کا ہو سکتا ہے اور سونامی کی لمبائی عمان، جنوبی ایران، پاکستان اور شمال مغربی ہندوستان<sup>(8)</sup> کے زیادہ تر ساحلوں پر 10 میٹر سے بھی اوپری ہو سکتی ہیں۔



2009-2014 میں کیئے گئے انٹرویو

- جگہ
  - تین شاہدین (شمارکنندہ) اور انٹرویو کرنے والوں
  - کی کل تعداد (ذو اضعاف اقل) ممالک کے حساب سے دی گئی ہے

ایسی جگہیں جہاں جانی نقصان ہواں کاریکارڈ پہلے ہی ترتیب دیا گیا ہے  
8.1 شدت کے زلزلے کا فالٹ ریچر ایریا (Fault-rupture area)

مختلف ممالک کی ترتیب حروف جنگی کے اعتبار سے کی گئی ہے اور ہر ملک میں کیجئے گئے تمام انڑو یوکی ترتیب مغرب سے مشرقی مقامات کی جانب ہے۔ سروچن پر ہر ملک میں انڑو یو کرنے والوں کے ناموں کی ترتیب کل کیجئے گئے انڈو یو کی تعداد کے لحاظ سے ہے (یعنی سب سے پہلے ان لوگوں کے نام ہیں جنہوں نے کسی ملک میں سب سے زیادہ انڈو یو کیے)۔

صفحہ ۱۱۱ پر خلیل کے نقشے میں کچھ اہم علاقوں کی نشاندہی بھی کی گئی ہے (لیکن) گاؤں اور محلوں کے نقشے جات نہیں دیے گئے۔ البتہ اس کتابچہ میں پرانے دور کے بحیرہ عرب کے ساحل کے نقشے بھی شامل کیے گئے ہیں اب یہ علاقے پاکستان کا حصہ ہیں۔ زیادہ تر نقشے سروے آف انڈیا کے 1945 سے پہلے عرصہ میں بنائے ہوئے زمین کی اوپری سطح کے خود خال کے نقشے (topographic sheets) ہیں جن کو یہاں دوبارہ پیش کیا گیا ہے۔

## افادیت

اس کتابچہ میں دی گئی بنیادی معلومات سے بحیرہ عرب میں سونامی کے خطرات کو کم کرنے کی کاوشوں میں مدد لی جاسکتی ہے۔ انڈو یو کرنے والوں اور ترمیم کرنے والوں نے (اس کتابچہ کے) دو قسم کے مکانہ استعمال کو مدنظر رکھا ہے۔

اول یہ کہ (تمام) بیانات سونامی کے خطرات کو واضح کر سکیں اور یعنی شاہدین کی ہتائی ہوئی سیالاب کی حدود کی مدد سے سیالاب کے مکانہ پھیلاو کا اندازہ لگایا جاسکے (مزید یہ کہ) سونامی کے خطرے سے دو چار علاقوں کا نقشہ بنایا جاسکے۔ کچھ مقامات پر ان بیانات کے مقابل سونامی کی اوپری اور ساحل ۱۷ سے دور پہنچنے والی ابروں کا فاصلہ بھی ناپا گیا ہے۔ جبکہ دوسرے بیانات میں اشارے کیے گئے ہیں ایسے مقامات کا سروے بھی ہوتا باقی ہے۔

دوسری (اہم) بات یہ ہے کہ ان یاداشتوں کے ذریعے سونامی کے بارے میں عوامی شعور برقراریا جاسکتا ہے۔ سونامی کے بارے میں کہانیاں جو نسل در نسل منتقل ہوتی رہیں ہیں انڈو یونیٹ کے ایک جزو ہے میں ہزاروں جانیں بچانے کا ذریعہ ہے جنکی وجہ سے 2004 میں آئے انڈو یو کے ۱۰، ۱۴، ۲۴ سونامی تکریا تھا۔ 2009 میں مکانہ سونامی سے بچاؤ کی ایک ہم کے دوران 1945 کے سونامی کے چند یعنی شاہدین کا بیان ریکارڈ کیا گیا اور یہ یاداشتیں ریڈ یو پرنٹر بھی کی گئیں۔ امید ہے کہ مقامی لوگوں میں موجود سونامی کے بارے میں یہ سمجھ بوجھ اور آگئی (معلومات) بحیرہ عرب کے ساحلوں سے مکانہ سونامی میں بہت سی جانیں بچانے میں مددگار ثابت ہوں گی۔

سنامی سے منسوب بھی میں 13 ہلاکتوں کی تصدیق بھی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ مختلف دستاویزات میں حوالہ دی ہوئی تمام اموات پاکستان کے ساحل پر ہوئی تھیں یہ ساحلی علاقوں وقت دو بلوچی ریاستوں، ایک عانی سر زمین اور ایک براطانوی صوبہ میں قائم تھا۔ ایران اور عمان میں بھی نقصان کی اطلاعات ملیں۔ زائرے اور سنامی کی تفصیلی فہرستوں میں ہلاکتوں کی تعداد چند سو سے لے کر چار ہزار تک رپورٹ ہوئی (حوالہ 20، 15)۔

## کتابچہ

یہ کتابچہ 1945 کی آفت کے بارے میں کہانی کے ساحل کے رہائیوں کی یاداشت کے ذریعے کہانی سونامی کے خطرات پر نئی روشنی ڈالتا ہے۔ زیادہ تر 1945 سے پہلے پیدا ہونے والے لوگوں کی یاداشتوں کو اکٹھا کیا گیا ہے۔ مزید شادتمیں اس سے اگلنسی سے لی گئی ہیں جنہوں نے اپنے بڑوں سے یہ تفصیلات سنی تھیں۔ بہت سے بیانات محسوس (سنامی سے پیدا ہونے والی صورتحال) کا خاکہ ہے جس اور سنی سنائی باتیں بھی عام ہیں لیکن کچھ بیانات میں کئی چونکا دینی والی تفصیلات یوں ملی ہیں جیسے کسی کو اجنبی تکلیف دہ واقعات میں ہونے والا نہیں۔ ۲، ۴، ۲۱ اور اعصابی دمل ۶، ۲۲ اچانک یاد آجائے۔

یہ انڈو یو 2008 سے 2015 کے دوران اقوام متحدہ کے مختلف مخصوصوں<sup>۱۳</sup> پر کام کرتے ہوئے لیے گئے۔ ایران<sup>۷، ۱۷</sup> اور عمان<sup>۱۱</sup> میں کیجئے گئے انڈو یو (دراصل) کی دوسری رپورٹ کا حصہ ہے جبکہ پاکستان اور انڈیا میں کیجئے گئے زیادہ تر انڈو یو (اس کتابچہ میں) بھی بار شائع ہو رہے ہیں۔ زیادہ تر یاداشتیں 1945 کے سونامی سے متعلق ہیں تاہم کچھ بیانات 2004 تا ہند کے سونامی اور ستمبر 2013 میں

بحیرہ عرب (حوالہ ۹، ۱۲) کے چھوٹے سے سونامی سے متعلق بھی ہیں۔ کچھ انڈو یو کی ویڈیو ریکارڈنگ کی گئی اور تمام انڈو یو کے اہم نکات سروے کے دوران لیے گئے۔ ویڈیو اقتباسات (ریکارڈنگ) اور دیکھا جاسکتا ہے۔ اس کتابچہ کے لیے انڈو یو کرنے والوں کے اگریزی ترجمہ میں کسی حد تک ترجمہ بھی کی گئی ہے جس تاکہ یہ بیانات جامع اور مریبو طہوں۔

شیوا جی بُدھا فندی

انڈرویو کے وقت عمر 81 سال



نچلا حصہ(hull) صاف کر سکیں۔ ہم نے تقریباً گیارہ بجے تک کچھ کام مکمل کر لیا تھا اور سب بہت تھنک چکے تھے۔ سو ہم نے کچھ دیر کے لیے وقفہ کیا تاکہ کافی پی سکیں۔ ہم جہاز پر چڑھ گئے۔ اور باور پی خانہ کی طرف جانے لگے۔ تمہیں ہم نے محسوس کیا کہ جہاز کافی اوچائی پر تیرنے لگا ہے۔ پانی کی سطح تقریباً 10 فٹ تک بلند ہو گئی تھی۔ ہم نے سوچا یہ یقیناً کسی غیر معمولی مدو جزر (جوار بھانا) کا طوفان کی وجہ سے ہوا ہے۔ کپتان نے کراچی سے واپس جانے کا فیصلہ کیا۔ اسے ایک اور کشتی کرائے پر لینی تھی جو جہاز کو کھینچ کر بندرگاہ کی طرف لے جاسکے۔ کراچی کی بندرگاہ پر موجود دوسرے جہازوں کے عملے نے بھی بتایا کہ وہاں بھی پانی کی سطح اپاٹک بہت بلند ہو گئی تھی۔

جب ہم مائدوی پہنچنے والے مقامی لوگوں سے اس واقعے کا تذکرہ کیا تو انہوں نے بتایا کہ وہاں بھی مدو جزر میں پانی کی سطح کم (low tide) ہونے کے باوجود 28 نومبر کو غیر معمولی طور پر پانی اوچا ہوتا ہوا دیکھا جو اپاٹک ہی بڑھ گیا تھا۔ انہوں نے سوچا شاید سمندر میں کوئی سائیکلون آگیا ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ وہاں کوئی جانی یا مانی انتصان نہیں ہوا۔ ان کے مطابق پانی 5 سے 6 فٹ بلند ہوا تھا جو کہ مدو جزر میں پانی کی زیادہ سے زیادہ سطح سے بھی اوچا تھا (یہ وہ پانی کی اوچی تریں سطح ہے جو جون میں دن کے وقت اور اکتوبر میں رات کے وقت جوار بھانا کے دوران ہوتی ہے) پانی مائدوی شہر کے دروازے تک نہیں پہنچ سکا۔

یہ انڈرویو مائدوی کی بندرگاہ کے کشم کے دفتر میں سیٹھا چالم سرثی و سولا اور ٹلیش بہت نے 2014 میں کیا۔

میں یہاں مائدوی میں 13 اگست 1933 کو پیدا ہوا۔ میرے والد ایک بھری جہاز کے کپتان تھے۔ میں جب چھ میں بیس کا تھا تو ان کا انتقال ہو گیا۔ میرے گھر والے مجھے سکول بھیجے کا خرچ نہیں اٹھا سکتے اس لیے جب میں ہس سال کا ہوا تو اپنے پچھا کے جہاز لیلا و تھی پر کام کرنے لگا۔ ہم جہاز پر پور بندر اور گھر میں سے تجارتی سامان لے کر جاتے تھے اس لیے میں بہت سی جگہوں پر گیا۔ یہاں تک کہ موزہ میں اور جنوبی افریقی بھی دیکھا۔ وقت تک میں نے کبھی لفظ سونا ہی نہیں ساختا لیکن میں کسی طرح کے طوفانوں سے محفوظ رہا تھا۔ جن میں بہت بڑی لہرس، آسمانی بجلی موسلا دھار پارش اور تیز ہوا کیسی شامل ہوتی ہیں۔ میں نے مائدوی بندرگاہ میں 1954 میں ملازمت اختیار کی اور 1991 میں ریٹائر ہوا۔

1945 میں جب میں 12 سال کا تھا تو ایک دوسرے جہاز پر کام کرتا تھا۔ جس کا نام پارسائی تھا۔ جہاز کے کپتان انھی لیلا کاشٹا صاحب تھے اور ما لک کا نام پو پٹ لال بیڑا لال تھا۔ جہاز پر مائدوی سے کراچی تک مسافروں کو لے جایا جاتا تھا اور کراچی سے مائدوی والی پی پر ہم زیادہ تر سامان لاتے تھے۔

ایک دن جب ہم کراچی کی بندرگاہ پر مائدوی کے مسافروں کو اتا رہے کے لیے گئے تو والی پی کے لیے جہاز پر سامان لادنے میں تاخیر تھی۔ ایجنت نے بتایا ہمیں دو دن انتظار کرنا ہو گا۔ اسی لیے کپتان نے ہمیں جہاز صاف کرنے کے لیے کہا۔

ہم جہاز کو بابا نامی ایک کریک کے پاس لے گئے۔ یہ 28 نومبر 1945 کا دن تھا۔ مجھے صحیح طور پر یاد نہیں ہے شاید صبح 8 بجے کا وقت ہو گا۔ ہم انتظار کر رہے تھے کہ سمندر کی سطح کم ہو (low tide) تو ہم نیچے اتریں اور جہاز کا ہر ورنی

پوزم (1945 کے بعد پیدا ہوئے)

مولائیخ افراز  
انڑویو کے وقت عمر 60 سال



میرے والد نے مجھے بتایا کہ میری پیدائش سے تقریباً 7 سال پہلے پوزم میں ایک عجیب و غریب طوفان آیا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ صبح تقریباً سارے آنھے بچے دیا تھاں اپنے ساحل سے گمراہیں اور کئی یکدار (لکڑی کی کھنچیاں) جاہے ہو گئیں۔ ان کے مطابق کوئی زخمی یا بلاک نہیں ہوا تھا۔  
یا انڈویو بلوجی میں 2014 کو پوزم میں محمد آفرین اور حزے غفاری نے کیا۔

خبری  
انڈویو کے وقت عمر 90 سال سے زائد



صبح 6 بجے جب میرا شوہر سندر میں مچھلیاں پکڑنے لگیا ہوا تھا۔ میں نے پانی کو آتے ہوئے دیکھا۔ میں اپنے شوہر کے بارے میں پریشان ہو گئی اور بند رگاہ پر جانے کا فیصلہ کیا۔ لیکن میں وہاں نہیں بہنچ سکی۔ کیونکہ سندر کا پانی بالند ہو گیا تھا۔ اس واقعہ کے بعد ہم ساحل سے دور اس نئی جگہ پر منتقل ہو گئے کیونکہ پرانا شہر سوناہی سے چاہہ ہو گیا تھا۔  
یا انڈویو قواری میں 13 اکتوبر 2010، گیشی (سوڑت) میں ہرمن فرنڈ اور فاظی پہلی دوں نے کیا۔

عبدالطیف کوہی  
انٹرویو کے وقت عمر 77 سال



جب میں 6 یا 7 سال کا تھا اور انہی سردویں کا موسم شروع ہوا تھا کہ ایک صحیح 8 بجے کے قریب تین بہت بڑی لبریں شامل سے گزرائی تھیں۔ پانچ یکم دار (لکڑی کی کشتیاں) کوناک کی بندگاہ پر ڈوب گئی تھیں۔  
یا انٹرویو ملبوپی میں 28 اپریل 2014 کو کوناک میں محمد آفارین اور حمزہ غفاری نے کیا۔

گل گوزار خلقی راد  
انٹرویو کے وقت عمر تقریباً 80 سال



اس وقت میری عمر میں برس کے قریب تھی۔ میں جنم کی نماز ادا کرنے کے لیے مسجد میں تھا کہ اچاک وہاں سمندر کا پانی داخل ہو گیا۔ پانی سے کھڑکیاں نوٹ گئیں اور کئی لوگ رُختی ہو گئے۔ مگر کوئی بلاک نہیں ہوا۔ چند ہفتوں کے بعد میں بخوبی اور اور مارا گیا تو دیکھا کہ وہ شہر تباہ ہو چکے تھے۔  
یا انٹرویو ملبوپی میں 13 اکتوبر 2010 کو کوناک میں ایک اے اوکال، ہجھل ہجزے اور جادا تھام زادے نے کیا۔  
انٹرویو کرنے والوں نے مسجد میں پانی کی اونچائی 3.5 میٹر اور ساصل سے پانی کی حد 52 میٹر دریا کیش کی۔

## چاہئار

رحمت خدادائیں

انٹرویو کے وقت عمر 75 سال



ایک نامعلوم خاتون

انٹرویو کے وقت عمر 62 سال

(1945 کے بعد پیدا ہوئیں)

اس وقت چاہئار ایک گاؤں تھا۔ اہریں ساز ہے تین بجے صبح ساحلِ فتح کے اندر آئیں۔ پانی اس جگہ تک پہنچ گیا جہاں آج ملی پہنچ ہے۔ میرے والد نے مجھے بتایا کہ تقریباً 200 سال پہلے انڈیا میں زلزلے کے بعد سمندری اہریں آئیں اور بہت سے علاقے ڈوب گئے تھے۔

یہ انٹرویو 11 اکتوبر 2010 کو ایم اے اولالی، محمد علی ہرزے اور جواد قاسمزادے نے ٹلوچی میں کیا۔

انٹرویو کرنے والوں نے ملی پہنچ بتائے ہوئے نشانات کے مطابق پانی کی اوپرچاری سطح سمندر سے 3.65 میٹر اور ساحل سے پرے پانی کی حد 367 میٹر پیاٹش کی۔

میرے والد نے دیکھا کہ سمندر کا پانی تھس گاؤں کی نکاسی آب کی نالیوں میں چڑھ گیا تھا۔

10 اکتوبر 2010 کو یہ انٹرویو ایم اے اولالی اور محمد علی ہرزے نے کیا۔

انٹرویو کرنے والوں نے پانی کی اوپرچاری سطح سمندر سے تقریباً 1.6 میٹر اوپری ساحل سے (زمین کی طرف) 1298 میٹر فاصلے پر پیاٹش کی۔

## رامین

داؤاللہ آقارین  
انڑویو کے وقت عمر 82 سال



انڈر پارچ آنھ بجے پاسا بندر، بیرس، لیپار، رامین، چاہدار اور اس کے قریب اچانک سمندر کا پانی بہت پیچھے ہو گیا۔ پھر پانی والپس آیا۔ ایسا تین سے چار مرتبہ ہوا۔ بیرس کمکل طور پر پانی میں ڈوب گیا تھا۔ کوئی بلاک نہیں ہوا۔  
یہ انڈر یو ٹوپی میں 29 اپریل 2014 کو رامین میں محمد آقارین اور جزرے غفاری نے کیا۔

ایک نامعلوم خاتون  
انڈر یو کے وقت عمر 78 سال



میں 13 سال کی تھی جب خوناک لبریں آئیں اور سماں کے قریب ساری جھوپڑیوں کو جاہ کر دیا۔ کچھ لوگ بہرے گئے اور انہیں بعد میں کوئی حاش نہیں کر سکا۔  
یہ انڈر یو 11 اکتوبر 2010 کو چبار میں ایک اے او کال، ہمچل ہرے اور جواد قاسم زادے نے ٹوپی میں کیا۔  
گوار کے مغربی علاقے میں یہ غائب 1945 کے سونامی سے ہونے والی بلاکتوں کے بارے میں پہلی نشاندہ ہے۔

دادشاہ دادشاہ پور  
انٹرویو کے وقت عمر 78 سال



غلام حسیں دادشاہ پور  
انٹرویو کے وقت عمر 73 سال

جب میں ایک بچھا تھا ایک دن بہت بڑی لہروں نے 15 یکدار (لکڑی کی کشتیاں) جاہ کر دی تھیں لیکن کوئی زخم یا بلاک نہیں ہوا تھا۔  
یہ انٹرویو 29 اپریل 2014 کو بلوجر میں محمد آفارین اور حضرت غفاری نے رامین میں کیا۔

میری عراس وقت گیارہ سے پندرہ سال ہوئی ہو گی اور میں لیپار (رامین سے شرق کی طرف 8 کلومیٹر کے فاصلے پر) رہتا تھا۔ صحیح سورے تعنی بڑی  
لہروں نے بہت بھاری پھر سندھ کی (تجہزے) سے اٹھا کر پھینک دیے۔ جو بعد میں (سندھ کی لائی ہوئی) ریت اور مٹی میں دب گئے۔ پانی اس  
لیپار دریا میں تقریباً 3 سے 4 کلومیٹر اندر تک چڑھ گیا۔ لہروں کا پانی رامین کے مشرقی علاقے میں موجود اپنی چنانوں تک جا پہنچا۔

یہ انٹرویو 12 اور 13 اکتوبر 2010 کو ایک اے اولک اور محمد علی هنزے نے رامین لیپار میں کیا۔  
انٹرویو کرنے والوں نے لیپار میں بتائی ہوئی جگہ پر سونا می کی حد سطح سندھ سے 2.8 میٹر اونچی اور ساحل سے 540 میٹر دور پیاس کی جہاں بھاری  
پھر وہ کی موجود ہونے کی نشاندہی کیا۔ ان کے اندازے کے مطابق پانی سطح سندھ سے تقریباً 15.7 میٹر اونچا ہو گیا ہوگا۔ انٹرویو کے دوران موجود  
ایک اور بینی گواہ نے پھر وہ سے تعلق اس بیان کی تصدیق کی تھی۔

خلیل تاہیرت  
انٹرویو کے وقت عمر 82 سال

وہ تین ہریں تھیں اور پانی کچھ گروں تک بہنچ گیا اور گاؤں کے مغربی ساحلی علاقے میں موجود مسجد کے سامنے بھی  
پہنچا۔  
یہ انٹرویو 14 اکتوبر 2010 کو بلوچی میں ایک اوكال، محمدی حجزے اور جو اقسام زادے نے بیرس میں کیا۔  
انٹرویو کرنے والوں نے مسجد کے سامنے نشاندہی کی ہوئی جگہوں پر پانی کی اونچائی سمندر کی سطح سے 5.6 میٹر  
اور ساحل سے 212 میٹر دور پیاس کی۔

خالد بلوج  
انٹرویو کے وقت عمر 80 سے 90 سال



جسے یاد ہے اس وقت میں 10 سال کا تھا اور اب میری عمر 80 یا 90 سال ہے۔ میں نے ایک بجے رات کو ہلاکا  
ساز لڑکوں کیا۔ 3 سے 4 گھنٹے بعد بڑی لہری آئیں۔ بندرگاہ کے اندر موجود کشتیاں اپنے انگروں سے اکھر  
گئیں اور آپس میں بکرا کرتا ہوا گئیں میرے والدیا دادا نے کہیں اس قسم کا واقعہ نہیں دیکھا تھا۔  
یہ انٹرویو بلوچی میں 14 اکتوبر 2010 کو ایک اوكال، محمدی حجزے اور اقسام زادے نے بیرس میں کیا۔

عثمان  
انٹرویو کے وقت عمر 80 سال



8 سے 10 سال پہلے ہم ایک بڑی کشی میں سوار پاسا بندر کے نزدیک تھے۔ اچاک سمندر میں پانی کی سطح کم ہوئی اور کشتی سمندر کی تہبہ سے جاگی۔ کچھ دیر بعد پانی کی سطح پر ہنا شروع ہو گئی۔ ایسا کمی مرتبہ ہوا۔ کشتیاں آپس میں کھڑائے ہو گاؤں کے شمال مشرقی حصے میں واقع پہاڑیوں کے دامن تک جا پہنچا۔ پانی کی حد تقریباً 660 میٹر ساحل سے دور اور سطح سمندر سے اوپر جائی تقریباً 10 میٹر تک تھی۔ پانی دریا کے اندر 10 کلو میٹر کے فاصلے تک چلا گیا۔ کم از کم ایک گھنٹہ بعد سمندر اپنی معمول کی سطح پر آگیا۔ بعد میں ہمیں پتہ چلا کہ یہ سب کچھ انہوں نیشاں کے نزدیک آنے والے زلزلے اور سونامی کی وجہ سے ہوا تھا۔

یہ انٹرویو 13 مارچ 2014 کو غزال نسیم اور عبداللہ عثمان نے بلوچی میں کیا۔

<http://iotic.ioc-unesco.org/1945makrantsunami/interview/4>

آدم بلوج  
انٹرویو کے وقت عمر 77 سال

اس وقت میں 12 سال کا تھا۔ گاؤں میں کسی نے بھی زلزلہ محسوس نہیں کیا۔ 4 بجے صبح تین اہریں (ساحل پر کھڑی) کشتیوں سے بکرا کیں۔ پانی گاؤں کے قریب پہاڑوں کی طرف تقریباً آدھے راستے تک جا پہنچا۔ پانی میدان کو پار کرتا ہوا گاؤں کے شمال مشرقی حصے میں واقع پہاڑیوں کے دامن تک جا پہنچا۔ پانی کی حد تقریباً 660 میٹر ساحل سے دور اور سطح سمندر سے اوپر جائی تقریباً 10 میٹر تک تھی۔ پانی دریا کے اندر 10 کلو میٹر کے فاصلے تک چلا گیا۔

یہ انٹرویو 14 اکتوبر 2010 کو پاسا بندر میں ایک اے اولک، محمدی جزے، جواد قاسم زادے اور اگے ایک ذرا بیور نے بلوچی میں کیا۔ انٹرویو کرنے والوں نے نشانہ گئے مقامات پر پانی کی اوپر جائی سطح سمندر سے 13.9 میٹر اوپر جی ساحل سے 61 میٹر فاصلے پر پیاس کی۔

حاجی صالح تربو  
انٹرویو کے وقت عمر 65 سال  
1945 کے بعد پیدا ہوئے



میرے والد نے مجھے 70 سال پہلے ہونے والے ایک واقعہ کے متعلق بتایا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ تمیں اپنے جنم میں  
ہر ایک بچلی کے کھبے بختی اور خوبی تھیں پاسا بندر کے چنانی ساحلوں سے گمراہیں۔ پانی اچھل کر گاؤں تک پہنچا مگر کوئی  
بلاک نہیں ہوا۔  
یا انٹرویو 23 اگست 2008 کو فارسی میں عبد ماجد نادری نے پاسا بندر میں کیا۔

حاجی پیر بخش پاسا بندری  
انٹرویو کے وقت عمر 85 سال



مجھے یاد ہے کہ تقریباً صبح 6 یا 7 بجے 7 سے 8 بیمэр اوپنی دو لبریں پاسا بندر کے ساحل سے گمراہیں۔ تقریباً  
10 سے 15 یکدار (لکڑی کی کشتیاں) جاہ ہو گئیں جن میں سے ایک حاجی اسماعیل کی بھی تھی جو کہ گاؤں کا سردار  
تھا۔ لبریں کشیوں کو ساحل سے تقریباً 200 بیمэр دور رہیں پر لے آئیں۔ مجھے یاد ہے لوگ خوفزدہ ہو کر  
بکریوں، بھیڑوں اور اونتوں کی قربانی دے رہے تھے۔ لفڑان بہت ہوا تھا مگر خدا کا شکر ہے کہ کوئی شخص رُخی یا بلاک  
نہیں ہوا تھا۔  
یا انٹرویو 13 اکتوبر 2010 کو ایم اے اولکا، محمد علی جڑے اور جو اوقا سم زاوے نے کوئا کہ میں کیا۔

## ھینے (گواٹر)

دوسٹ محمد کھمتو  
اندویو کے وقت عمر 65 سال



پاکستان میں پہکان (گواڑ کے مغرب) میں رہنے والے میرے رشتہ داروں نے مجھے بتایا تھا کہ یہ واقعہ صحیح بھر کے وقت پیش آیا۔ انہوں نے بتایا کہ تین بڑی لہریں گواڑ کی ساحلی خلیج میں واپس ہو گئیں اور پانی تقریباً 10 میٹر تک اونچا چلا گیا۔ انہیں یاد نہیں کہ کوئی جانی نقصان ہوا ہو، مگر بہت سی محچیاں کپڑے نے والی کشتیاں جاتا ہو گئی تھیں۔  
یہ اندویو 28 اپریل 2014 کو ہے میں محمد آفارین اور حمزے غفاری نے بلوجر میں کیا۔

## الدباب

راشد ناصر  
انٹرویو کے وقت عمر 70 سال سے زائد



عبدالله بن سعید الستاني  
انٹرویو کے وقت عمر 85 سال زائد



انڈیا سے ایک (سمندری) سیلاب بیہاں آیا تھا مگر کوئی نقصان نہیں ہوا۔ یہ ایک مکان (کی چھت) کی اوپرائی کے برابر تھا (تقریباً 3 میٹر) لیکن پانی کوئی نقصان پہنچانے بغیر اتر گیا۔  
یا انٹرویو 10 اپریل 2010 کو نورالیس الملوشی، گوشا ہوسمیں اور اینے روئے پرث نے الدباب میں کیا۔

جب میری عمر 8 سے 10 سال تھی تو انڈیا سے ایک بڑا سیلاب بیہاں آیا تھا۔ میرے والدین اس طوفان سے بہت خوفزدہ ہوئے اور میرے بارے میں پریشان رہتے تھے اسی لیے مجھے ملاج نہیں بننے دیا تاکہ میں اندھیا سے جتنا ممکن ہو دو درہوں۔ میں 12 سال کی عمر میں ماہی گیر بن گیا اور صرف نہد کی ساحل سے مچھلیاں پکڑتا تھا لیکن اپنے سفر کے دوران میں بھریں اور کوئی تک پہنچ گیا (بچپن میں آئے اس طوفان کو شامل کروں تو) مجھے اپنی زندگی میں چار بڑے طوفان یاد ہیں ایک میرے شادی ہونے سے بہت پہلے آیا۔ پھر شادی ہونے کے بعد اور اسکے بعد جب میرے سارے مچھپیدا ہو چکے تھے۔

یا انٹرویو 10 اپریل 2012 کو نورالیس الملوشی، گوشا ہوسمیں اور اینے روئے پرث نے قریات میں کیا۔

## فس

شغیل موئی

انٹرویو کے وقت تقریباً 70 سال



مجھے وہ اعتماد ہے جب (سمندر کا پانی) بغیر کسی طوفان کے (شہر میں) داخل ہو گیا۔ ہم بیش رات کو اپنی کشتیاں ساحل پر لے آتے تھے۔ تاکہ اگر ہمارے سوتے ہوئے کوئی طوفان آجائے تو کہیں ہم کشتیاں کھوند دیں۔ ہم اپنی کشتیاں میں سور ہے تھے جب سمندر کا پانی بغیر کسی طوفان یا ہوا کے اچانک بلند ہو گیا۔ پانی زمینی علاقتے میں داخل ہو گیا۔ پانی سارے علاقے کو ڈبوتے ہوئے سامنے اس موجودہ قبرستان تک پہنچ گیا جہاں آج ہم بیٹھے ہیں (کافی کی دکان کے نزدیک)۔

یا انٹرویو 19 اپریل 2012 کو نوراللہ البلوشی، گوشا ہوشیں اور ایسے روئے پرست نے فض میں کیا۔

ناصر حماد خلقان جمعہ الحسینی

انٹرویو کے وقت عمر 75 سال سے زائد



ہم عمان سے اٹھیا آتے جاتے تھے۔ کبھی کبھی تیز ہوا کیس میں چھو دن میں ہی واپس راس الحد پہنچا دیتی تھیں ورنہ آنے جانے میں ایک مہینہ لگتا تھا۔

میرے آؤا جداد 200 سے 300 سال پہلے آنے والے ایک طوفان کی بات ہتھتے ہیں کہ وہ اتنا شدید تھا جیسے سائکلون گونو (Gono)<sup>1</sup> میری زندگی میں اسکے علاوہ کبھی اتنا شدید طوفان نہیں آیا۔ ایک مرتبہ اٹھیا کی طرف سے ایک بڑا سیلاپ آیا جو سمندر کو پا کرتا ہوا عمان کے ساحل تک چاہنچا۔

سیلاپ جب ہمارے ساحل سے گمراہا تو تقریباً 15 دنوں تک سمندر کا پانی اور وادی میں بیٹھے پانی کی ندیاں (جو کہ بارانی تھیں) دونوں مل گئے۔ 15 دن تک سمندر کی مچھلیاں وادی میں مختلف جگہوں پر مل جاتی تھیں۔

یا انٹرویو 10 اپریل 2012 کو نوراللہ البلوشی، گوشا ہوشیں اور اپنے روئے پرست نے بماہ میں کیا سائکلون گونو<sup>1</sup> 7 جون 2007 بحیرہ عرب میں آنے والا سب سے شدید طوفان ہے۔

## الفیاہ

سعید بن سلیم بن مساعید السعدی  
انڑویو کے وقت عمر 68 سال



مجھے یہ کہانی یاد ہے جب کسی قاضی کی بیٹی قصاص میں انخواقل ہوئی تھی اور اللہ کا غصب اس شہر پر آیا تھا۔ اللہ نے ان پر ایسا بڑا قہر نازل کیا جو بغیر کسی طوفان کے آیا تھا۔ ایسا ایک صدی پہلے ہوا تھا۔ ایک اور لبر بغیر کسی (سمندری) طوفان کے آگئی یہ گاؤں ہمارے پیچے وادی (میٹھے پانی کی بارانی ندی) کے درسے تک پہنچ گئی۔ ایسا تقریباً 40 یا 50 سال پہلے ہوا تھا۔

یہ انڈویو ایس البوشی، گوشا ہوشمن اور اینے روئے پر نے 20 جون 2012 کو الفیاہ میں کیا۔

محمد بن علی بن سرہان المقامی  
انڈویو کے عمر 66 سال سے کم



میں جب پیدا ہوا تھا تو یہ 1946ء کے بعد کا زمان تھا نامہ ان کے افراد کا شت کاری کرتے تھے اور ہم پہاڑ کے نزدیک رہتے تھے۔ لیکن میں ایک ماہی گیر تھا جسے دو واقعات کے بارے میں معلوم ہے۔ پہلا وادی (جو بلوچی زبان میں پانی کی ندی کو کہتے ہیں جو صرف بارشوں کے موسم میں بھرتا ورنہ خشک ہتی رہتی ہے) اور دوسرا بہر کے متعلق ہے۔ میں نے دونوں واقعات اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھے میں صرف اتنا جانتا ہوں جو کچھ میں نے گاؤں والوں سے ان کے متعلق سنائے۔

(سمندری) بہر سے متعلق واقعہ کے بارے میں میرا خیال ہے کہ یہ 40 کی دھائی کے شروع کا واقعہ ہے لیکن صحیح تاریخ یاد نہیں لوگوں نے بتایا کہ کیسے پانی نے زمیں کو کاث کر کھدیا تھا۔ اور کیسے عورتیں میٹھے پانی کی حلاش میں وادی کے ایک سرے سے درسے تک جاتیں مگر تازہ پانی نہ ملتا کیونکہ سمندر کا (تمکن) پانی وادی میں بہت دور تک چلا آیا تھا۔ یہ بھی حرمت کی بات تھی کہ کیسے عروتوں کو ستورا چھلی (جو کہ سیپ کا کیڑا ہوتا ہے) اور ایک اور چھوٹی سی خود رنی چھلی وادی میں دور تک جہاں تک میٹھا پانی ہوتا تھا مل جاتی تھیں۔

یہ انڈویو ایس البوشی، گوشا ہوشمن اور اینے روئے روئے پر نے شبِ توی میں 6 مئی 2011 کو کیا۔

سبیطہ بن خمیس بن فراج الالاوی

انٹرویو کے وقت عمر تقریباً 75 سال



بھینے میں ہمیں صور سے ایک تیلی گرام آیا۔ ایک بیٹے (ہندو ہا جر) نے بھیجا تھا۔ جو کہ صور میں رہتا تھا۔ تیلی گرام میں لکھا تھا کہ دو لبریں (صور کے) ساحل کو پار کر کے زمینی علاقے میں داخل ہو گئی تھیں۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ رات کے دو بجے جب سب سور ہے تھے تو صور میں ایک بڑی لبر کے آنے سے پہلے سب کے سب زد کی پہاڑوں پر بھاگ گئے۔ اس لبر نے درمیانے سائز (جم) کے ڈھوز لہنی لکڑی کی کشتیاں زمین پر لا جائیں۔ مجھے یاد ہے کہ لوگ سمندر کے خٹک ہو جانے کے واقعہ کو دیکھ کر تھے، مجھے خود بھی یاد ہے کہ اس زمانے میں سمندر آج کے مقابلے میں بہت دور ہوا کرتا تھا ہمارے گھر کے اردوگار اور ساحل یہ زمین اتنی نرم ہوا کرتی تھی کہ ہم اس پر بیٹھ کر کی چانی یا بیتر کے سوچاتے تھے۔ لیکن اب سب کچھ بدل گیا ہے۔ اس زمانے میں لوگ چاند کے میٹنے کی انتیویں (29th) رات کو کبھی گھپ اندر ہیرے میں دوڑتک دیکھتے تھے۔

مجھے یاد ہے کہ لوگوں نے بتایا ہو کہ لبروں کے ساتھ بارش تھی یا نہیں بلکہ لوگ کھجور کے درخت سے بنی جھونپڑیوں میں رہتے تھے اور آسانی سے (موسم کے) آثار دیکھ کر بتا سکتے تھے کہ طوفان کب آرہا ہے۔ بیہاں تک کہ وہ رات کو بھی طوفان کے بادلوں کو آتا دیکھ سکتے تھے اور وہ طوفانی ہواں کو بھی اتنا پہلے سن لیتے کہ اپنے مال موٹی لے کر نزد کی پہاڑ پر چلے جاتے تھے۔ مجھے اب بھی حیرت ہے کہ رات کو 2 بجے جب پہلی لبر آئی تو لوگ بارش کے باوجود کیسے سور ہے تھے۔ ان کو تو ان سے پہلے ہی پناہ کی تلاش میں پہاڑوں پر چلا جانا چاہیے تھا۔

یہ انٹرویو 6 مئی 2011 کو نوراللہ البوشی، گوٹا ہوٹھیں اور ایئے روئے پرٹ نے کیا۔

سید الحمید

انٹرویو کے وقت 86 سال



جس زمانے میں سونا نی آیا میری عمر 16 سال تھی اور میں صور میں رہتا تھا۔ میری زندگی کا زیادہ حصہ ایک کپتان کی حیثیت سے چہاز پر گزر رہا۔ جس پر کھجوریں عمان سے کارپی اور بیٹھے جاتی تھیں۔

شاید یہ سال کا گیارہ ہواں یا بارہواں مہینہ تھا۔ مجھے یاد ہے کہ سونا یا تج 4 بجے کے قریب آنا شروع ہوا۔ سب سے پہلے سمندر کا پانی تقریباً 50 یا 60 میٹر پہنچے چاگیا۔ پھر آدھے آدھے گھنٹے کے وقde سے 3 لبریں آئیں۔ لبریں 2 سے 3 میٹر پہنچتی تھیں۔

چھوٹی کشتیاں ہمارے گھر تک آئیں اور ہمارے مکانات میں تقریباً 1/2 میٹر پانی کھڑا ہو گیا۔ پہلے میں سمندر کی طرف بھاگا لیکن صور تھاں اتنی خوفناک تھی کہ میں واپس گھر کی طرف دوڑاں اسی وقت دوسرا لبر آئی یہ سب کچھ بہت غیر معمولی تھا اور میں نہ پہلے اور نہ اس واقعہ کے بعد ایسا ہوتا دیکھا۔ مجھے وہ طوفان یاد ہیں جو اس خطے میں تقریباً 10 سے پندرہ سال بعد آئے ہیں۔

یہاں صور میں کوئی بلاک نہیں ہوا اپناتھ بھی متاثر ہوا مگر صور کے نیچا زیادہ متاثر ہوا تھا۔

یا انٹرویو اردو میں دین محمد کا کڑا اور غزال الحسین نے موقطہ عمان میں کیا۔

## الشایع

حمد بن سالم بن مسلم العامري  
انزرويو کے وقت عمر: تقریباً 60 سال  
(1945 کے بعد پیدا ہوئے)



گونو<sup>1</sup> اور فیٹ<sup>2</sup> دو طوفان ایسے ہیں جو میں نے دیکھے ہیں۔ لیکن یہ کہانی سن رکھی ہے کہ جب سندھ کا پانی بغیر کسی تھا۔ رات کو ہوا لکل بھی تیز نہیں تھا اور کسی نے (ڈرالے کے) جھکلے بھی محسوس نہیں کیے۔

ساخل سے اندر زمین پر بہت دور تک گیا آخ کاراپس چلا گیا کہیں کوئی تقصیان نہیں ہوا۔ سائکلون گونو<sup>1</sup> (7-1 جون 2007) ریکارڈ کے مطابق بحیرہ عرب میں آنے والا سب سے شدید طوفان ہے۔ سائکلون فیٹ<sup>2</sup> (30 مگی سے 7 جون 2010) بحیرہ عرب میں آنے والا ایسا طوفان ہے جس سے شدید تقصیات ہوتے ہیں۔

یا انزرویو 19 اپریل 2012 کونورالس الملوکی، گونا ہوئیں اور اینے روئے پرت الشایع میں کیا۔

احمد مسلم جمال الادوی  
انزرویو کے وقت عمر: تقریباً 60 سال



میں 1945 میں ای گھر میں رہتا تھا۔ فجر کی نماز سے پہلے (سندھ کا) پانی آگیا۔ یہ فرش سے تقریباً سانچھے سینٹی میٹر اونچا ہوا۔ رات کو ہوا لکل بھی تیز نہیں تھا اور کسی نے (ڈرالے کے) جھکلے بھی محسوس نہیں کیے۔ یا انزرویو عربی میں 21 مگی 2008 کو ایک اے اوکال اور عبدالرحمٰن المارقی نے صور میں کیا۔

علی بن سعید بن راشد العامری

انٹرویو کے وقت عمر: 60 سال یا زائد

(1945 کے بعد پیدا ہوئے)



میری زندگی میں سب سے خطرناک طوفان گنو<sup>1</sup> اور فیٹ<sup>2</sup> تھے (اس علاقے میں کشتیوں کے لئے کھو گرام (گرام کریک) کے نزدیک ڈالے جاتے تھے اور ایک مرتبہ کشتیاں وہاں پہنچ جائیں تو طوفان سے محفوظ ہوتی ہیں۔

میں نے اس واقعہ کے بارے میں سن رکھا ہے ایک دن سمندر کا پانی کسی طوفان کے بغیر آگے آیا اور ہمارے نزدیک ان گھروں میں سے ایک میں داخل ہو گیا۔ اس گھر میں رہنے والی بوڑھی عورت خوفزدہ ہو گئی لیکن کوئی انتصان نہیں ہوا سائیکلون گنو (7-1 جون 2007) ریکارڈ کے مطابق بحیرہ عرب میں آنے والا سب سے شدید طوفان ہے۔

سائیکلون فیٹ<sup>3</sup> (30 مئی سے 7 جون 2010) بحیرہ عرب میں آنے والا ایسا طوفان سے جس سے شدید اتفاقات ہوئے۔

یہ انٹرویور اس المدرس 9 اپریل 2012 کیورالیس البوشی، گوٹا ہوٹ میں اور اینے روئے پرٹ نے کیا۔

حاجی عبدالعزیم  
انڑویو کے وقت عمر 90-80 سال



میں نے پسندی میں زلزلہ سے آنے والی جاہی کے متعلق سنائیں اسی کوئی جاہی جیونی میں ہوئی مجھے یاد نہیں۔ پچھلے سال ہم نے ایک زلزلہ محسوس کیا (آوران کا زلزلہ 24 ستمبر 2013)۔ میں نے سنا ہے کہ گوادر کے نزدیک ایک جزیرہ ابھر آیا ہے۔ بعد میں قریب کی سڑک سے گزرتے ہوئے میں نے خود بھی دیکھا ہے وہاں سے یہ نظر آتا ہے۔

یہ انڑویو بلوچی میں 13 مارچ 2014 کو غزال قیم اور عبداللہ عثمان نے کیا۔

حیدر ولد دو شنبے  
انڈویو کے وقت عمر 80 سال

میں جوان تھا میں انہیں میری موبائل نہیں تکلی تھیں۔ یہاں جیونی میں کوئی زلزلہ محسوس نہیں ہوا میں سندر میں غیر معمولی تبدیلی تھی۔ پسندی میں شدید زلزلہ آیا تھا۔

یہ انڈویو بلوچی میں 13 مارچ 2014 کو غزال قیم اور عبداللہ عثمان نے کیا۔



حاجی علی

انٹرویو کے وقت عمر 90-80 سال

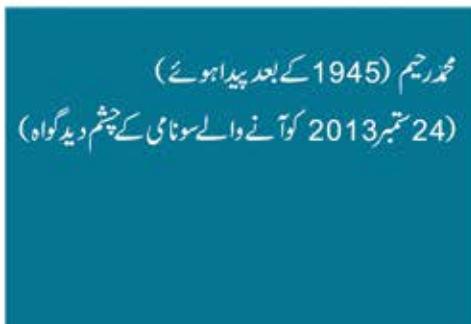
اس واقعہ سے پہلے مجھے کبھی ایسے شدید زلزلہ یا اسکی لہروں کا تجربہ نہیں ہوا تھا لیکن کچھ عرصہ پہلے 2013 اور 2014 میں اسی طرح سمندر پیچھے ہٹا اور واپس آی۔ 2013 میں زلزلہ کے بعد سمندر تقریباً 2 گھنٹے کے لیے اپنی جگہ سے پیچھے چلا گیا۔ جیونی کے ایک مقامی نے اس کی دیدی بھیجی تھا اور واپس آیا۔ ہم سمندر کی اس غیر معمولی تبدیلی پر بہت مجھے یاد ہے کہ برطانوی حکومت کے دور میں ایک بہت شدید زلزلہ آیا تھا اسے پاکستان کے قیام سے پہلے کا واقعہ ہے میں سمندر میں تھا اور مجھے زلزلہ محسوس نہیں ہوا لیکن میں نے دیکھا کہ سمندر میں تغیر ہے۔ اس کے بعد عجیب طرح سے سمندر کا انی چیچھے چلا گیا اور دوبارہ واپس آیا۔ ایسا تین بار ہوا۔ کشیاں آپس میں کراں کیس اور جاہ ہو گئیں۔ یہ صبح کے وقت ہوا لیکن مجھے صحیح طور پر وقت کا اندازہ نہیں ہے۔

جب ہمیں "Ganz" میں زلزلہ اور لہروں کے بارے میں پتہ چلا تو ہم کبھے کے گز اور پشاں (دونوں گاؤں) جیونی کے نزدیک ہیں یعنیا جاہ ہو گئے ہوں گے اسی لیے جب پتہ چلا کہ دونوں جگہیں محفوظ ہیں تو ہم بہت حیران ہوئے جب میں واپس جیونی آیا تو مجھے تین لہروں کا بتایا گیا۔ لیکن ابھی اس علاقے تک نہیں پہنچ سکیں کیونکہ یہ جگہ اوپر چلی ہے۔

میں زلزلہ اور اس کے نتیجے میں آنے والی لہروں کے بعد پہنچ گیا تو تباہی دیکھ کر حیران رہ گیا۔ تمام شہر جاہ ہو گیا تھا صرف ایک مسجد ہی باقی رہ گئی تھی۔ پہنچنی کے لوگوں نے مجھے لوگوں کی اموات کے بارے میں بتایا لیکن مجھے صحیح تعداد یاد نہیں ہے۔

یہ انٹرویو بولپری میں بتاریخ 13 مارچ 2014 کو فراہم کیا گیا۔ اور عبد اللہ عثمان نے جیونی میں کیا۔

<http://iotic.ioc-unesco.org/1945makrantsunami/interview/7>



محمد جم (1945 کے بعد پیدا ہوئے)  
(24 ستمبر 2013 کو آنے والے سونامی کے چشم دیے گواہ)

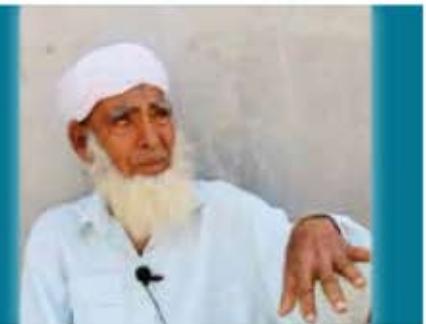


تین یا چار میں سے پہلے جھیگوں کے شکار کے موسم میں، ہم نے یہاں جیونی میں آوران کا زلزلہ محسوس کیا۔ سمندر پر سکون تھا۔ مگر چار گھنٹے بعد ہم نے ایک اہر ساحل کی طرف بڑھتی ہوئی دیکھی۔ سمندر 10 یا 12 مرتبہ پیچھے گیا اور وابس آیا۔

مجھے اندازہ تھا کہ یہ سونامی ہے کیونکہ یہاں ایک این جی اونے تربیتی پروگرام منعقد کیا تھا۔ میں نے چند سال پہلے سمندری خطرات کے متعلق ایک میں الاقوای تربیتی پروگرام میں بھی حصہ لیا تھا۔ اسی تربیت میں ہمیں بتایا گیا کہ سمندر کے ساحل پر 1945 میں ایک زلزلہ اور سونامی آیا تھا۔

یا انزو یونفرال نسیم اور عبداللہ عثمان نے 13 مارچ 2014 کو گزنسی بلوجی زبان میں روکارڈ کیا۔

علی محمد  
انزو یونکے وقت عمر 80 سال



میری عمر تقریباً 5 سال تھی۔ یہ قلات کے خان کا دور حکمرانی تھا اور پاکستان بھی نہیں بنتا تھا گزنساحل سے دور تھا اور اس جگہ پچھلیوں کا ایک گودام تھا۔ جب اس وقت ہم بیٹھے ہیں۔

میں گھر پر سورہ تھا اور مجھے زلزلہ کے بارے میں یاد نہیں ہے جب میں صحیح سورہ انعام تو لوگوں نے بتایا کہ ساری کشتیاں بناہ ہو گئیں تھیں۔ کچھ آپس میں کرا کیں اور کچھ سمندر میں بہہ گئیں تھیں۔

(میں نے ساکر) پہلے سمندر پیچھے چلا گیا تین لہر ساحل سے کرا کیں جو کہ گھروں سے بھی اوپر تھیں لیکن پانی گھروں تک نہیں پہنچ سکا کیونکہ اس وقت گھر ساحل سے دور تھے۔

(مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ) گوارنچی اور دوسرے علاقے 1945 میں آنے والے زلزلے سے متاثر ہوئے تھیں پسندی میں بتاہی سب سے زیادہ ہوئی۔ جلوگ سمندر میں تھے انہوں نے زلزلہ محسوس نہیں کیا لیکن واپس آئے تو بتاہی دیکھ کر جران ہو گئے۔

یا انزو یونفرال نسیم اور عبداللہ عثمان نے 13 مارچ 2014 کو گزنسی بلوجی زبان میں روکارڈ کیا۔

<http://iotic.ioc-unesco.org/1945makrantsunami/interview/8>

حاجی احمد (ولد خیر محمد)  
انزو یو کے وقت عمر 90 سال



اس وقت پشکان اور گواہ میں سلطنت مسقط کا دور حکومت تھا میں تقریباً 16 یا 17 سال کا تھا اور غیر شادی شدہ تھا۔ میرا خیال ہے کہ گریبوں کا موسم تھا اس وقت تیز ہوا، بارش یا سائکلون نہیں تھا۔ زلزلہ صحن کے وقت آیا اس کے بعد میں نے دیکھا کہ سمندر 200 میٹر یا اس سے بھی زیادہ دور پہنچ چلا گیا تھا۔ تب لہریں آئیں جو عام اہروں سے مختلف تھیں۔ ایسا تقریباً زلزلہ آنے کے ذیلہ گھنٹے بعد ہوا تھا تین بہت بڑی لہریں آئی تھیں جو سمندر میں اپنے خاندان کے ساتھ گھر میں سور ہاتھ جب کسی نے ہمیں جگایا۔ زمین بری طرح مل رہی تھی۔ سمندر پہلے پہنچ ہنا اور پھر خوفناک اہروں کی صورت میں واپس آیا۔

سمندر میں ایک جزیرہ ابھر آیا میں اپنے دوست دادرمن (غائب دادرمن) کے ساتھ اس جگہ گیا تھا بہت سی مردہ مجھلیاں اس جزیرے پر موجود تھیں۔

پشکان میں زیادہ انقصان نہیں ہوا۔ زیادہ تر مکان لکڑی اور چنانی سے بنے تھے اور اونچی جگہ پر تھے۔ لیکن احتیاط آپس میں بکرا کر جاہ ہو گئیں اور سمندری پانی سے ساحل میں ایک کریک بھی بن گئی تھی۔

یا انزو یو غزالیم اور عبد اللہ عثمان نے 13 مارچ 2014 کو پشکان میں بلوچی زبان میں ریکارڈ کیا۔

<http://iotic.ioc-unesco.org/1945makrantsunami/interview/12>

موئی دادشاہ  
انزو یو کے وقت عمر تقریباً 100 سال



اس وقت میں اتنا چھوٹا تھا کہ مونچھیں نہیں تھیں۔ میں ایک کشتی بان (مالح) کے طور پر کام کرتا تھا۔ زلزلہ اور طوفان برطانوی اور سلطنت میں آئے اس وقت پاکستان نہیں ہنا تھا۔ زلزلہ تقریباً ٹھنگ کے وقت آیا میں اس وقت اپنے خاندان کے ساتھ گھر میں سور ہاتھ جب کسی نے ہمیں جگایا۔ زمین بری طرح مل رہی تھی۔

یا انزو یو غزالیم اور عبد اللہ عثمان نے 13 مارچ 2014 کو گزیرہ بلوچی زبان میں ریکارڈ کیا۔

<http://iotic.ioc-unesco.org/1945makrantsunami/interview/10>

خدا بخش (ولد قادر بخش)

انٹرویو کے وقت عمر 90 سال



پرا ہمہرے ہیں۔ میں اس جزیرے پر گیا تھا جو 1945 کے زلزلے کے بعد بنا تھا۔ میں نے کچھ اور تیل اس پر دیکھا تھا۔

یا انٹرویو فراہم اور عبداللہ عثمان نے 13 مارچ 2014 کو پشاوaran میں بلوجری زبان میں روکارہ کیا۔  
<http://iotic.iocunesco.org/1945makrantsunami/interview/11>

مقطع حکومت کے دورِ سلطنت میں ایک زلزلہ اور طوفان آیا تھا 12 یا 13 سال بعد گوادر پاکستان کا حصہ ہوا۔ میرا خیال ہے کہ شاید سردوں کا موسم تھا۔

میں گھر پر تھا اور جاگ رہا تھا تقریباً چھوٹ کا وقت تھا میں اس دن مچھلیوں کے شکار پر نہیں گیا تھا زیادہ تر لوگ سور ہے تھے کیونکہ علیٰ اصح کا وقت تھا لیکن جو لوگ میری طرح جاگ رہے تھے انہوں نے اتنا شدید زلزلہ محسوس کیا کہ زمین پر کھڑا ہونا بلکہ بیٹھنا بھی مشکل تھا۔ میں نے اپنی زندگی میں تین یا چار شدید زلزلے محسوس کیئے ہیں مگر 1945 کا زلزلہ سب سے زیادہ شدید تھا۔

جو لوگ ماہی گیری کے لیے سمندر میں گئے ہوئے تھے انہوں نے سمندر میں غیر معمولی تبدیلی دیکھی۔ کوئی باش نہیں تھی مگر طوفان آگیا۔

یہاں پہلے سمندر پہنچنے چلا گیا پھر واپس آیا ایسا پہنچنے سال بھی ہوا تھا لیکن یہ بہت معمولی تھا۔ 1945 میں آنے والے سمندری طوفان نے یہاں ساحل پر کریک بنادی اور جب سے ہم اپنی کشتیاں اس میں لے آتے ہیں پانی نے کشتیاں بھی جاہ کر دی تھیں۔ پانی پشاوaran کی آبادی تک نہیں پہنچ سکا کیونکہ یہ اوپنی سطح پر واقع ہے (سمندر کے سطح سے تقریباً 10 میٹر سے زیادہ اونچائی ہے)۔ لہرس تقریباً 25 سے 30 فٹ اونچی تھیں۔

1945 میں ابھرنے والا جزیرہ اس نئے جزیرہ سے کچھ چھوٹا تھا (آوران کے زلزلے کے بعد) اور وہ ایک ہی جگہ



آمنہ

انٹرویو کے وقت عمر:

100 سال سے زائد

ہم نے قاضی کی جگہ پر جانے کا فیصلہ کیا اس جگہ ریت کا ایک بہت بڑا میلہ تھا۔ اگر چاہب وہاں چینیل میدان ہے ریت سرنج تھی زیب رکھوائی کے لیے اپنا سامان ساتھ لائی تھی، اس کی بہن کا مینا سمندر میں تھا وہ اس کو ڈھونڈنے کے لیے ساحل پر چل گئی اور دو کشتیوں کے درمیان آکر کچھی گئی۔ وہ بہت بزرگ تھی۔ زلے سے درگاہ کی چھت گرفتی تھی سمندر کا پانی مسجد سے آگے نہیں آیا اللہ نے اسے روک دیا۔

ایک سالہ بیگی دیوار کے ساتھ پیشاب ( حاجت) کرنے لگی اور دیوار اس پر آگئی۔ پانی دیوار تک آیا لیے پانی کو دا کی جیھنک بھی بہار کر لے گیا تھا اور وہ جگہ بیٹے سے بھر گئی تھی گودام جہاں مچھلیاں نکل کرنے کے لیے رکھی ہوں کو دا کی جیھنک بھی پانی میں بہہ پکا تھا۔ لہروں نے میرے دادا کی کشی جو کہ ساحل پر تھی انداز کر کسی کے گھر کے نزدیک پہنچا دی تھی۔ وہ ایک بڑی کشی تھی اور جہاں نہیں ہوئی تھی اس لیے بعد میں دادا نے وہاں سے لے لی۔

ہر طرف چیٹ پکار تھی اور لوگ کہر ہے تھے کہ میرے والد کا انتقال ہو چکا ہے۔ یقیناً جب سمندر یوں چڑھے گا تو لوگ تو میریں گے۔ لوگ اپنے بچوں کے لیے رور ہے تھے جو کہ سمندر میں گئے ہوئے تھے۔

آہستہ آہستہ لوگ سمندر سے واپس آنے لگے۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے کہ اونٹاں میں کچھ بھی نہیں بچا اور مچھلیوں

میں 20 سال کی تھی اور عان سلطنت کے محلہ کشم میں کام کرتی تھی۔ گوادر سے اٹھیا اور ایران برآمدات جاتی تھیں مچھلیوں پر 10 فیصد جبکہ زرعی اجناس پر 17 فیصد لگیں تھا۔ میں شادی شدہ تھی اور میرے تین بچے تھے ایک شیرخوار تھا۔

یہاں زمین بری طرح بچکوں لے کھا رہی تھی۔ میری ماں نے کہا ”انھوئے زلہ ہے۔“ ہم قرآنی آیات کا ورد کرنے لگے۔ ایک بچہ جھولے میں تھا اور جھولا اس بری طرح مل رہا تھا کہ ہمیں بچے کو نکان مشکل ہو گیا۔ جب جھکر کے تو ہم نے بچے کو باہر نکالا۔

سمندر جیسے خلک ہو گیا تھا اور سب لوگ چلا رہے تھے کچھ بھجنیں آرہا تھا۔ سمندر پیچھے چلا گیا تھا لیکن ہمیں معلوم نہیں ہوا کہ کتنا پیچھے گیا تھا۔ میرے والد مچھلیاں پکڑنے سمندر میں گئے تھے سمندر پیچھے ہٹ گیا کوئی نہیں جانتا تھا مگر اللہ جانتا ہے۔ سمندر اتنا خالی ہو گیا کہ ایک کار چالائی جا سکتی تھی۔ پھر پانی والی آنٹا شروع ہوا۔

سمندر سے بہت سی لہرس آئیں تمام لہرس عامی تھیں مگر ایک لہر بہت بڑی تھی۔ پھر بھی پانی شہر میں داخل نہیں ہوا جیسے جیسے یہ لہر زدیک آتی رہی بڑی ہوئی گئی۔ یہاں تک کہ یہ مسجد کے مینار سے بھی اوپنی ہو گئی۔ ہر طرف چٹ پکار تھی اور لوگ کہر ہے تھے کہ اوپنی جگہ پر چلے جاؤ کیونکہ سمندر آرہا ہے، جیسے ہی ہم دور گئے دیکھا کہ پانی مسجد تک آپنچا تھا اور بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں رہی پانی میں بہت کچھ اور ملبہ تھا ہر جگہ پانی ہی پانی تھا ہمیں معلوم نہیں تھا کہ کہاں جائیں۔

میں اس واقعہ کے بارے میں (یہ ساری باتیں) اپنے بچوں اور پوتے پوتوں سے کرتی رہتی ہوں۔  
بلوجی میں 21 فروری 2013 کو انٹرویو کیا گیا اور 13 مارچ 2014 کو ویب یون کے ذریعے بھی ریکارڈ کیا گیا۔  
دونوں یہ انٹرویو گواہ میں غزال الحسین، دین محمد کائز، عبداللہ عثمان اور عطاء اللہ میں مغل نے کیا۔

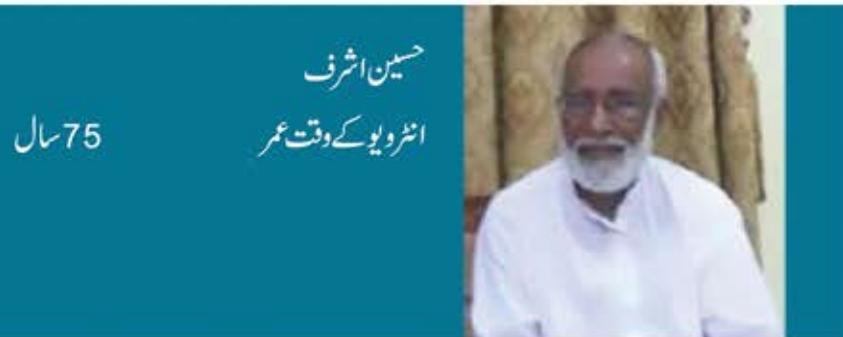
<http://iotic.ioc-unesco.org/1945makrantsunami/interview/14>

کا گودام بھی تباہ ہو گیا تھا۔ وہ ایک بہت بڑی چھپلی پکڑ کر لائے تھے، ہم نے کہاں کہ بہاں تو تمہاری بخشیدت و اپنی کے لیے بہت پریشان تھے اور تم لوگ وہاں سے چھپلی پکڑ کر لائے ہو۔ انہوں نے بتایا کہ انہوں نے وہاں سمندر میں نہ کچھ محسوس کیا اور نہ کچھ دیکھا۔ انہوں نے بتایا کہ صحیح صادق کے وقت محسوس ہوا کہ کشی ادھر ادھر ہل رہی تھی۔ کشی پر موجود زندہ مچھلیاں جو چارہ کے طور پر (bait) کے لیے لائے تھے جیب سا شور مچانے لگیں اسی لیے ہمیں لٹک کر کہیں رکارڈ آیا تھا۔

سمندر نے بڑی بڑی کشتیاں زمین پر لا کچھ بکھیں تھیں۔ اسی سے آپ کو اندازہ ہوتا چاہیے کہ وہ اہر ہیں کتنی بڑی تھیں۔ طلبہ نہ، شاداب نہ، اٹکوٹی اور چنائی سب طرف پانی تھی پانی تھا۔ اس پہاڑی کوہ باظل کے سامنے واجہ خضر کے علاقے میں بھی پانی تھا۔ کھانے کو کچھ بکھیں تھا لوگوں نے زندہ رہنے کے لیے مڈیوں اور سمجھروں پر گزارہ کیا۔

دو یا تین سال کے لیے ایک جزیرہ بھی سمندر میں خودار ہو گیا۔

لوگ اس کے نزدیک مچھلیاں پکڑنے جاتے تھے یہ ساحل سے بھی نظر آتا تھا۔



حسین اشرف

انٹرویو کے وقت عمر

75 سال

اس وقت میں آٹھ سال کا تھا اور گواہر میں رہتا تھا بعد میں بلوچستان حکومت میں صوبائی وزیر بھی بن۔ اب میری عمر 75 سال ہے اور میں مصطفیٰ میں رہتا ہوں۔

جب میں صح سوکر اٹھا تو مجھے بتایا گیا کہ شدید زلزلہ آیا تھا۔ جنوبی گواہر میں ہمارے رشتہ دار ہے اور ہم ان سے ملنے گئے۔ زیادہ تر لوگ اپنا گھر چھوڑ کر اونچے مقام پر پناہ لے پکے تھے۔ سیلانی پانی گھروں میں تقریباً 2 میل تک اونچا تھا۔

ہم نے سمندر میں پہاڑ دیکھا میں جراثم تھا کہ یہ آسمان سے گرا ہے یا سمندر کے فرش سے ابھر آیا ہے۔ اسکا رنگ سرفی مائل تھا۔ یہ ساحل سے تقریباً 10 کلومیٹر دور سمندر میں تھا۔ یہ کنارے سے بھی نظر آتا تھا۔ لوگ (اس پہاڑ پر) سیر و تفریح کے لیے جاتے تھے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ چھوٹا ہوتا چلا گیا اور تقریباً ایک سال بعد غائب ہو گیا۔ یہ انٹرویو مصطفیٰ میں غزالیہ قیم اور دین محمد کا کڑنے اردو زبان میں کیا۔



ماسیہ امام جنگ

انٹرویو کے وقت عمر 72 سال

میں تقریباً چار یا پانچ سال کا تھا اور ساحل کے نزدیکی علاقے دوریا میں رہتا تھا۔ میرے والد ایک ماہی گیر تھے اور روزانہ کی طرح اس رات بھی محلی کے ہٹکار کے لیے گئے ہوئے تھے۔ میری پھوپھو کا خاندان بھی نزدیک ہی رہتا تھا۔

یہ آفت 28 نومبر 1945ء کو 5 بجے آئی۔ مجھے یہ دن اور وقت ڈاکٹر قمر دین کی ڈائری سے معلوم ہوا۔ جو کہ ڈائیٹریکٹ کے لیے ڈائریکٹھے تھا اور انہوں نے اس دن کی تمام تفصیلات بھی لکھیں۔ ڈاکٹر قمر دین گواہر میں ایک طیب معالج تھے۔ تین سال پہلے ان کا انتقال ہوا تھا۔

میرے والد نے مجھے بتایا کہ جب وہ اور انکے ساتھی ماہی گیر سمندر سے واپس آئے تو اس وقت تک انکو زلزلہ اور آنے والے طوفانی اہروں کا کچھ پتہ نہیں تھا۔ وہ بتایا دیکھ کر دنگ رہ گئے مجھے یہ پتہ چلا کہ اس آفت سے گواہر میں ایک بھی ماری گئی تھی۔

(پھر) اسکے بعد ہم دوریا سے محفوظ مقام پر منتقل ہو گئے بعد میں گواہر میں اسکول میں پڑھاتا رہا۔

23 فروری 2013 کو گواہر شہر ضلع گواہر میں اردو زبان میں غزالیہ قیم، دین محمد کا کڑ، عبداللہ عثمان اور عطاء اللہ میں میگل نے یہ انٹرویو کیا۔

زہرہ خانم

انڑویو کے وقت عمر 85 سال



اپنی جوانی میں میں بہت خوبصورت تھی۔ مجھے یاد ہے یہ توہب کی رات تھی جس میں خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگی جاتی ہے ہم جماعت خانہ (دمنزلہ پھرول سے بنی ہوئی عمارت جو آغا خانی کیمپنی کا نام تھی) مرکز ہے گئے اور پھر ہم گھرو اپنے آگئے۔

مجھے یاد ہے کہ زلزلہ بہت شدید تھا۔ ہم بہت گزر گز ائے اور خدا سے دعا کی کہ وہ ہماری زندگیوں کی حفاظت کرے۔ ہم جلدی جلدی باہر کی طرف بھاگے تھے ہی لوگوں کے چلانے کی آواز آئی کہ سمندری لہرس (اس طرف) آری ہیں۔ مجھے صحیح طرح وقت کا اندازہ نہیں اور یہ بھی یاد نہیں (کہ اسکے متوجہ میں) کتنی اموات ہوں گیں۔

یہ انڈرویو اردو زبان میں 23 فروری 2013ء کو گوارد میں غزالہ نعیم، دین محمد کاٹھ، عبداللہ عثمان اور عطاء اللہ مینگل نے کیا۔

حسین علی سمیل (ولد توکل)

انڈرویو کے وقت عمر تقریباً 75 سال



مجھے اس واقعہ کے بارے میں علم اپنی والدہ نجم سنی اور والدہ توکل سے ہوا۔ اس وقت میرے دودھ کے داشت ٹوٹ رہے تھے۔

میرے والدین نے سب کچھ سمندر میں دیکھا جب وہ مچھلیاں پکڑنے کے بعد واپس آرہے تھے کہ انہوں نے ایک زور دار آوازی اور سوچا کہ شاید ایتمم بمر گرا ہے۔ کچھ دیر بعد بھی وہی دیکھ کر جiran رہ گئے کہ سمندر ساحل سے کافی پیچھے چلا گیا تھا انہوں نے دیکھا کہ کشتیاں پانی کے ساتھ پیچھے جاتیں اور 20 سے 30 بعد منٹ واپس آتی تھیں۔ آخر کار سمندر نے ان سب کشتیوں کو کوہ باطل کے دامن میں دھکیل دیا۔

جب پہلی بار آتی تو میری پھوپھو اور دادا ہمارے گھر کی طرف بھاگ گتا کہ ہمیں اطلاع دے سکتیں۔ میری امی نے مجھے اور میرے چھ میٹنے کے بھائی کو دبوچا اور باہر بھاگیں۔ ہم کئی گھنٹے بعد گھر واپس لوئے۔

میرے والدے بتایا کہ کوئی بھی رک کر لہروں کی اوچائی کی بیانش نہیں کر سکتا تھا۔ اتنا ضرور تھا کہ ان کی اوچائی کم از کم 15 فٹ ضرور تھی کیونکہ یہ لہرس جماعت خانہ تک پہنچ رہی تھی۔ یہ پھر سے بنی ہوئی دمنزلہ عمارت تھی جواب بھی گوار میں موجود ہے 1945 میں یہ غیر مسلم لوگوں کا ایک مذہبی مرکز تھا جو کہ اسکے امام کے نام سے جانا جاتا تھا (یہ آغا خانی فرقہ کا جماعت خانہ تھا۔ جو 1945 سے یہاں گوار میں موجود ہے)۔

مجھے معلوم ہوا کہ آغا خانی لوگوں کا علاقہ اور واپسیاں بھی سیالی پانی میں گھر ہوا تھا کوہ باطل کا ایک چھوٹا گھر اگر گیا تھا اور سمندر میں ایک پہاڑی نمودار ہوئی جس کا گیس اور تیل کی تلاش میں سروے بھی کیا گیا لیکن ایک سال بعد یہ پھر سے سمندر میں چل گئی۔

23 فروری 2013ء کو گوار میں یہ انڈرویو غزالہ نعیم، دین محمد کاٹھ، عبداللہ عثمان اور عطاء اللہ مینگل نے اردو زبان میں کیا۔

مسرور عبدالجید

انزویو کے وقت عمر 76 سال



آپ میرا نام استاد عبدالجید گواوری لکھتے ہیں کیونکہ میں 16 کتابوں کا مصنف ہوں۔

اس وقت میں انقریب میں 7 یا 8 سال کا تھا اور ہمارا گھر بازار کے قریب تھا۔ شاید اکتوبر کا مہینہ تھا۔ طوع آفتاب کے وقت میں نے شورنا اور جاگ گیا۔

میں ساحل کی طرف بجا گا اور دیکھا کہ سمندر کی طحی معمول سے زیادہ اوپنی ہو گئی ہے۔ پانی ڈومبک (ریت کے نیلے) سے بھی زیادہ اوپنچا ہو گی تھا۔ وہاں نہیں تھیں بلکہ سمندر جیسے بلند ہوئی اور پانی ساحل کی طرف بڑھتا چلا آ رہا تھا۔ مغربی جانب سے پانی آ کر دوسرا طرف پہنچ گیا (شala جنوب پہنچیلی ہوئی زمینی پی جس پر گواور کا شہر آباد ہے) پانی جنوب کی طرف بھی پہنچا جہاں جٹی بی ہوئی تھی اور کوہ باطل کے نزدیک موجود قبرستان تک چلا آیا۔ پانی ہمارے گھر تک نہیں پہنچا۔ گواور میں کوئی جانی نقصان نہیں ہوا لیکن کشتیاں بتاہ ہو گئیں۔

ایک جہاز کے لئے کی خبر تھی جو کہ مغربی سمندر میں تھا عمانی گورنرولی نے سرکاری ابلکار بھیجے تاکہ نقصانات کا اندازہ لگائیں معلوم ہوا کہ ایک جزیرہ نمودار ہوا ہے، وہ جزیرے سے پتھر کے گلے نمونے کے طور پر اپنے ساتھ لے گئے۔ جب وہ پتھر آگ میں ڈالے جاتے تو فوراً آگ پکڑ لیتے اور ان میں سے پانچوں سی آواز آتی۔

اس واقعہ سے پہلے یہاں زیرِ میں پانی کے کافی ذخیرے موجود تھے لیکن اس کے بعد پانی کی سطح کافی نیچے چل گئی اور پانی کا ریگ بھی سیاہی مائل ہو گیا۔

مجھے بتایا گیا کہ جب زلزلہ آیا تو قریب کی مسجد میں کسی نے چلا کر خطربے کی اطلاع دی۔ اس وقت لاڈ پیکن نہیں ہوتے تھے۔ لوگوں کو خیردار کیا کہ اس وقت اپنے گھروں (جو ہوتے ہیں) سے باہر نکل بھاگیں کہ گھروں کے گرنے کا خطرہ تھا۔ میں نے یہ بھی سنا کہ پہنچی میں کئی لوگوں کو پڑھا کہ لمبڑیں آرہی ہیں وہاں یہ ایک جگہ کا نام مستعار ریگ (ریت کے نیلے) ہے اور لوگ دوڑ کر ان ٹیلوں پر پناہ لینے چلے گئے۔

یہ انزویو 23 فروری 2013ء کو گواور میں غزالِ نصیر، دین محمد کا کڑ، عبداللہ عثمان اور عطا اللہ میں لگل نے اردو زبان میں کیا۔

<http://iotic.ioc-unesco.org/1945makrantsunami/interview/17>

محمد احمد اقبال

ائزرو یو کے وقت عمر

49 سال (1945 کے بعد پیدا ہوئے)



تھا رے بزرگ سالوں کا حساب 1945 کے حداثے سے لگاتے تھے (مثال کے طور پر فلاں ٹھنڈھ زار لے کے 4 سال بعد پیدا ہوا) اس طرح ہماری نسل کو معلوم ہوا کہ ماضی میں ایک شدید زلزال اور سونامی آئے تھے۔ ہمیں یہ بھی پڑھ چلا کے گوار کے نزدیک ایک جزیرہ نماودار ہوا تھا۔

میرے والد حاجی محمد اقبال 1913ء میں پیدا ہوئے اور ان کا انتقال 1981ء میں ہوا۔ وہ گوادر میں رہتے تھے۔ 1952ء میں گوادر کی آبادی تقریباً 8000 تھی 1945ء میں بھی تقریباً اتنی ہی آبادی ہو گئی۔

آج میں وشٹی وی چینل کا ایگر یکٹو آفیسر ہوں (بلوچی زبان کا ایک ٹی وی چینل)۔

یہ اائزرو یو اردو زبان میں 26 فروری 2013ء کو وشٹی وی چینل ہیڈ کواکر پاپی میں غزال نجم، دین محمد کا کنز، عبداللہ عثمان اور عطاء اللہ مینگل نے کیا۔

حسن علی

ائزرو یو کے وقت عمر

71 سال



میں 1945ء میں چار سال کا تھا اور شاہی بازار میں اسی گھر میں رہتا تھا۔ یہ گھر میرے دادا نے بنایا تھا جو پھر ہکزہ اور مٹی سے بنی دو منزلہ عمارت تھی۔ بعد میں میرے خاندان نے اسکی مرمت بھی کی۔ آغا خانی لوگ 1915ء سے اس شاہی بازار میں رہ رہے ہیں میرے والد کی اس بازار میں ایک دکان تھی۔ میرے والد ہمیں بتاتے تھے کہ ہر س پدی زر (مشرقی جانب) سے آئیں اور مٹا بند (گوادر کی شاخی جانب) کی طرف بڑھ گئیں انہوں نے مجھے کندھوں پر تھا یا اور جماعت خانے لے گئے۔ لوگ وہاں (پناہ لینے) گئے کیونکہ یہ ایک اوپھی اور مضبوط عمارت تھی۔

سمندر میں ایک پہاڑی نماودار ہوئی اور کسی نے مجھے بتایا اور مارا کے نزدیک بھی ایسا ہی نیا جزیرہ نماودار ہوا۔ ایک تجارتی جہاز بھی اس نے جزیرے سے نکلا کر گوادر کے نزدیک جاہ ہو گیا تھا۔

یہ اائزرو یو اردو زبان 23 فروری 2013ء کو گوادر میں غزال نجم، دین محمد کا کنز، عبداللہ عثمان اور عطاء اللہ مینگل نے اردو زبان میں کیا۔

ملام راجحہ

انٹرویو کے وقت عمر

63 سال (1945 کے بعد پیدا ہوئے)



یہ سب اطلاعات ماہی گیروں اور مسافروں کے ذریعے پہنچیں۔ انہوں نے بتایا کہ گوادر کی نسبت پختی اور مارا میں بہت اقصان ہوا ہے۔

بلوچی زبان میں 21 فروری 2013 کو انٹرویو کیا گیا اور 13 مارچ 2014 کو ویڈیو کے ذریعے بھی ریکارڈ کیا گیا۔ دونوں انٹرویو گوادر شہر، گوادر میں غزالیہ، دین محمد کا کڑ، عبداللہ عثمان اور عطا اللہ میں لگلے کیے۔

<http://iotic.ioc-unesco.org/1945makrantsunami/interview/13>

میرے والد اور دیگر بزرگوں نے بتایا کہ 1945 میں یہاں ایک شدید زلزلہ اور سمندری سیلا ب آیا تھا۔ اس وقت گوادر کی آبادی تقریباً 4 سے 5 ہزار تھی اور تقریباً تمام لوگ لکڑی اور چٹائی سے تی ہوتی جھونپڑیوں میں رہتے تھے۔ یہاں ایک سکول اور ٹیلی گراف آفس بھی تھا۔ برطانوی حکومت اور عمان سلطنت کے اہلکار (سرکاری افسر) نبہتا بہتر پتھر، مٹی اور چونے سے بنے ہوئے مکانوں میں رہتے تھے۔ مسٹر وائن برطانوی سیاسی اجٹسٹ کا گھر اب تحصیلدار کی رہائش گاہ ہے۔ میرے والد ملا عبد اللہ کا انتقال 1973ء میں ہوا وہ شادو بند کے علاقے میں ایک جھونپڑی میں رہتے تھے اور کاشت کاری کرتے تھے۔ میں یہاں 1949 میں پیدا ہوا۔ میں ضلعی زکوٰۃ کمیٹی کا چیرین ہوں۔

میرے والد نے مجھے بتایا کہ صبح سویرے طویل آفتاب سے پہلے زلزلے کے جھٹکے محسوس ہوئے۔ اس وقت زیادہ تر لوگ سورہ ہے تھے اور کچھ ماہی گیر محلی کے ٹکار کے لیے سمندر میں تھے۔

تب ہی زلزلے کے بعد دو یا تین بڑی لہرس گوادر سے لکڑائیں یہ لہرس مشرقی جانب سے آئی تھیں۔ گہرے سمندر میں موجود ماہی گیروں نے کچھ محسوس نہیں کیا۔ گوادر میں سب سے بڑی لہر کی اونچائی تقریباً 12-10 فٹ ہو گئی۔ کوہ باطل کے نیچے شہر کی جنوبی جانب، پانی کے اونچائی کے نشانات دیکھے جاسکتے تھے۔

لوگ اپنے گھروں سے باہر نکل آئے اور نزدیکی پہاڑ کی طرف بھاگے لیکن 2 سے 3 افراد بلاک اور 12 سے 13 زخمی ہوئے۔ میرے والد کی جھونپڑی سمیت بہت سے گھر تباہ ہو گئے۔

شہر کی مغربی جانب سمندر میں ایک یا 2 گز بڑے نمودار ہوئے۔ دیگر علاقوں میں نشانات سے متعلق پہلی اطلاع خاص طور پر پختی اور مارا سے ٹیلی گراف کے ذریعے نہیں پہنچ سکی کیونکہ لا ان تباہ ہو گئی تھی۔

## سُر بندر

اشرف ناکو

انٹرویو کے وقت عمر 80 سال



میں تقریباً 10 سال کا تھا۔ جب صبح فجر کے وقت ایک شدید زلزلہ آیا۔ لوگوں نے زلزلے سے پہلے اور بعد میں گونج دار آواز سنی۔

زلزلے کے ایک گھنٹے بعد تقریباً 5 بجے سمندری لہریں ایک کے بعد ایک ساحل سے نکلائیں خوش قسمتی سے گاؤں اوپھی جگہ پر واقع ہے۔ اسی وقت سے ایک جزویہ کا نام 'زلزلہ کوہ' اسی زلزلے کے نام پر رکھا گیا۔ یا انٹرویو غزالیم اور عبداللہ عثمان نے 14 مارچ 2014 کو بلوجی زبان میں سُر بندر میں کیا۔

<http://iotic.ioc-unesco.org/1945makrantsunami/interview/22>

سید محمد

انٹرویو کے وقت عمر 63 سال  
(1945 کے بعد پیدا ہوئے)



زلزلہ کوہ (زلزلہ کے نتیجے میں ابھرنے والا پہاڑ) پھٹلی اور جھینگے کے ٹکار کے لیے مشہور ہے اسکا نام 70 سال پہلے ہونے والے واقعے کی وجہ سے مشہور ہوا اس وقت ایک بڑے زلزلے کے بعد جزیرہ (ای جگہ) نمودار ہوا تھا۔ لیکن وہ جزیرہ اس نئے جزیرے سے کچھ چھوٹا تھا۔

میں ساحل سے کچھ دور پھٹلیاں پکڑ رہا تھا اسی جگہ جہاں 24 ستمبر 2013ء کو یہ جزیرہ نمودار ہوا۔ میں نے زلزلہ محسوس نہیں کیا لیکن 4۔ بجکر 10 منٹ پر ایک آواز سنی اور سمندر میں زمین کو ابھرتے ہوئے دیکھا۔ میں اسے دیکھنے اور قریب گیا اور لوگوں کو اپنے موبائل فون کے ذریعے اسکے متعلق اطلاع دی۔ جب میں ساحل پر داپس پہنچا تو لوگوں نے بتایا کہ تقریباً جس وقت یہ جزیرہ ابھرا، یہاں زلزلہ آیا (یہ آواران میں آنے والا زلزلہ تھا جو 7.7 شدت کا تھا۔ میں الاقوامی وقت (UTC) کے مطابق صبح 11 بجکر 29 منٹ پر آیا۔ گودر کے مقامی وقت کے مطابق شام 4 بجکر 29 منٹ یہ واقع ہوا)۔

یا انٹرویو اردو زبان 14 مارچ 2014ء کو گودر میں غزالیم، دین گھر کا کڑا اور عبداللہ عثمان نے کیا۔  
<http://iotic.ioc-unesco.org/1945makrantsunami/interview/20>



تانا کو (زوجہ سنی داد)  
انڈر ویو کے وقت عمر  
تقریباً 80 سال

مجھے یاد ہے کہ سمندر کا پانی اتنا اونچا ہو گیا کہ آج ہم جہاں بیٹھے ہیں یہاں تک پہنچ گیا۔ اس وقت میرا گھر یہاں سے تقریباً 5 سے 6 کلومیٹر دور تھا۔ لوگ پرانے وادرے کے علاقے سے بھاگ گئے۔ بازار بہہ گیا تھا۔ اس کے بعد شہر اور بازار و دریہ جگہ منتقل کر دیے گئے۔ یا انڈر ویو جوچی میں غزالہ نجم، عبداللہ عثمان اور دین محمد کا کڑنے 12 مارچ 2014 کوتا کو اور ان کے شوہر کے ساتھ ان کے گھر پسندی میں ریکارڈ کیا۔

<http://iotic.ioc-unesco.org/1945makrantsunami/interview/32>



سنی ماں  
انڈر ویو کے وقت عمر  
85 سال

یہ واقعہ میری شادی کے تقریباً دو یا تین سال بعد پیش آیا۔ میری شادی 14 سال کی عمر میں ہوئی۔ سورج نکلنے سے پہلے ایک زلزلہ آیا جس سے میں جاگ گئی۔ میرے والد والدہ کے علاقے میں کھڑی ہوئی اپنی کشتیوں کو دیکھنے کے لیے طے گئے انہوں نے دیکھا کہ کشتیاں جاہ ہو گئی ہیں اور وہ ہمیں خبردار کرنے کے لیے واپس آئے کہ لمبیں آرہی ہیں۔ لوگ ریت کے میلوں پر چلے گئے۔ میں ان میلوں کے پیچھے تھی اس لیے آنے والی اہروں کو نہیں دیکھ سکی۔ پانی علاقے میں 2 سے 3 کلومیٹر تک آیا گھر ہمارے گھر تک نہیں پہنچ سکا۔ لوگوں نے بتایا کہ پانی گھور کے درختوں کے اوپر سے گزرا۔ تم آج بھی ان درختوں کو دیکھ سکتے ہو۔

اس حادثے کے بعد پینے کے پانی کی بہت قلت ہو گئی۔ کنوں میں پانی کھارا (نمکین) ہو گیا تھا۔ میرے والد نے میلوں کے نزدیک پناہ گزینوں کے لیے ایک نیا کنوں کھودا۔ ہمیں حکومت کی طرف سے کوئی امد اور نہیں ملی۔

زلزلے کی رات ایک بچہ بیدا ہوا جگنا نامہ باروں تھا۔ اس کے خاندان کے لوگ: اسکی ماں، جچا اور کی دوسرے پانی میں بہہ گئے تھے مگر یہ محفوظ رہا۔ آج سب لوگ اسے باروں زلزلہ کے نام سے پکارتے ہیں۔ مجھے یہ معلوم نہیں کہ اس زلزلے کی وجہات کیا تھیں۔ میں اکثر اپنے بچوں اور اسکے بچوں کو یہ بتاتی ہوں کہ اس واقعہ میں کیا ہوا تھا۔

یا انڈر ویو غزالہ نجم، عبداللہ عثمان اور دین محمد کا کڑنے 22 فروری 2014 کو پسندی میں بلوجی میں کیا

<http://iotic.ioc-unesco.org/1945makrantsunami/interview/23>



ماہر عبدالرشید  
انٹرویو کے اقتدار  
تقریباً 80 سال

میں پہنچ میں پلا بڑھا ہوں۔ 1948ء میں کرپچن کالج میں پڑھنے کے لیے کراچی چلا گیا جہاں سے میں نے تعلیم کے شعبہ میں ذگری حاصل کی، 1951ء میں اور مارا چلا گیا جہاں ایک ملک سکول میں پڑھاتا تھا۔ اسکے بعد میں پہنچ میں پڑھانے لگا۔

1945ء میں وادر میں رہتا تھا۔ جہاں 1986ء میں جیٹی بن گئی ہے۔ اس علاقے میں نہک ہنا یا جاتا تھا۔ بلوچی زبان میں نہک نہک کوئی بنتے ہیں سر کا مطلب ہے کان۔ بستی میں زیادہ تر گرلززی اور چنانی سے بننے ہوئے تھے۔ چند مٹی سے بننے تھے۔

میں بارہ سال کا تھا اور پچھلی جماعت میں پڑھتا تھا۔ اس وقت بستی میں صرف ایک سکول تھا۔ زیادہ تر اس اتنے کاران سے تھا۔ مگر وہ صوبہ بختیاب سے بھی تھے۔ یہ رات کی شفت کا سکول تھا اور میں تقریباً ایک یادو بجے گھر واپس آتا تھا۔

جس رات زلزلہ اور سونامی آئے میں معمول کے مطابق گھر واپس آیا، میں بھی سوانحیں تھا کہ رات کو تقریباً تین بجے زلزلہ محسوس ہوا، زمیں اور پیچے دمکیں پائیں ایسے بلنے لگیں کہ کھڑا نہیں رہ سکتا تھا۔

زلزلہ کے بعد سمندر ایک گلو میٹر پیچھے چلا گیا جب واپس آیا تو ایسا لگا کہ اس کی سطح آسمان کو چھوڑ دی تھی۔ اپنے ساتھ بڑی کشتیاں اور بہت ساملہ لے آیا اور شہر میں کئی گلو میٹر اندر آگیا۔

سمندر کے سامنے سے پہلے میں مجھ کی نماز ادا کرنے کے لیے مسجد گیا۔ پہلی لہر آئی جو کچھ ٹوٹی تھی اس

لیے ہم نے نماز شروع کر دی۔ نماز کے درمیان میں ہم نے ایک گونج دار آوازی اور امام صاحب رک گئے (تلاوت ختم کر دی) یہ آواز دوسری لہر کی تھی جو کہ سب سے بڑی تھی۔ یہ آواز اسی تھی جسے 25 ہوائی جہاز اکٹھے آ رہے تھے۔ امام صاحب نے ہمیں بھاگ کر اپنی جانبی بچانے کا کہا۔

پہنچ میں زیادہ تر لوگ ریت کے ٹیلوں پر چلے گئے اور جو بھاگ نہ سکے ڈوب گئے۔ تقریباً 25 سے 30 لوگ زلزلہ اور سونامی سے بلاک ہوئے۔ میں پہلے چلا کر گئی، مل اور طاق کے علاقے محفوظ رہے ہیں گر اور مارا میں، بہت جاہی ہوئی (یہ سنائی بات ہے کہت میں ہونے والے نقصانات کا صحیح انداز نہیں ہے۔ تفصیلات صفحہ 30 پر) میں نے سمندر میں مٹی کے آتش فشاں سے آگ نکلتے ہوئے دیکھی۔ ہم نے سوچا کہ یہ قیامت کا دن ہے۔ اس کے بعد میں نے ساکر سونامی اپنی کے نزدیک ایک بزرگہ ابھر آیا۔

فلات کے خان اس واقعہ کے 24 گھنٹے بعد پہنچ گئے۔ وہ اپنے ساتھ امدادی سامان لائے تھے اور انہوں نے برتاؤ نوی حکومت کو مزید امداد کے لیے خط لکھا۔ ایک مینیٹ بعد ایک بھری جہاز خوارک، بسکٹ اور دیگری امدادی سامان لے کر پہنچ گیا۔ تحصیلہ اڑاپنے خاندان کو لے کر اس علاقے سے چلا گیا تھا۔

کچھ عرصہ بعد پہلے سکول کے پچھوں کو سونامی سے متعلق کچھ ترمیٰ مواد فراہم کیا گیا۔ اس ترمیٰ میں میں ریڈ یو سے ہونے والی نشانیات میں بتایا گیا کہ زلزلے کے بعد سمندری لہریں اسکتی ہیں اور یہ کہ جس کو ہم سمندری طوفان کہتے ہیں وہ ”سونامی“ ہے۔

سی انٹرویو اردو میں 22 فروری 2014ء اور 12 مارچ 2014ء کو ان کے موجودہ گھر میں پہنچ میں غزال فیض، دین

محمد کاٹھ اور عبداللہ عثمان نے کیا۔



جنی داد  
انٹرویو کے وقت عمر 85 سال

ہلاک ہونے والوں میں میرے محلے کے چار افراد بھی تھے۔ لوگ سونا می کو پہلے سمندری طوفان کہتے تھے۔ پہلی مرتبہ انہیں لفظ سونا می چند سال پہلے ہونے والے ایک تربیتی پروگرام کے ذریعے معلوم ہوا۔ میرا خیال ہے کہ سونا می ایک قدرتی آفت ہے جو کہ زلزلے سے آتی ہے 1945 سے پہلے بھی تھیں ایسا کوئی سونا می آیا ہو گا اور آئندہ بھی ضرور آئے گا۔

یا انٹرویو فخر اللہ القیم، عبداللہ عثمان اور دین محمد کا کوتہ بلوجی میں 22 فروری 2014 کو ان کی بیوی تاکو کے ساتھ ان کے گھر پہنچی میں کیا۔

<http://iotic.ioc-unesco.org/1945makrantsunami/interview/24>

میں اس وقت تقریباً 10 سے 12 سال کا تھا اور ابھی میری شادی نہیں ہوئی تھی۔ میں اس جگہ کے بہت نزدیک رہتا تھا (شی ماںی کا گھر جہاں دونوں کا انٹرویو ہوا)۔ پہنچی کی آبادی تقریباً 4 سے 5 ہزار تھی۔ شہر کا مرکزی علاقہ اس جگہ پر تھا جہاں آئنہ مایہ گیری کے لیے بندرگاہ (fish harbour) واقع ہے۔ زیادہ تر کاروباری افراد ہندو تھے۔ جگہ کے وقت آنے والے زلزلے نے مجھے نیند سے اٹھا دیا۔ زلزلے کے بعد سمندر کا پانی تقریباً ایک میل تک پیچھے چلا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ (سونا می میں) سمندر پہلے پیچھے ہٹا ہے اور پھر واپس آ کر ساحل پر جملہ کرتا ہے۔ پہلی لہر زلزلے کے آدھے گھٹتے بعد آتی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ تین لہرس تھیں اور تیسرا لہر سب سے بڑی تھی۔ پانی کھجور کے درختوں تک پہنچا جو تقریباً یہیں، پہنچس فٹ اوپر چھے ہیں۔ میں اس جگہ کی نامہدی کر سکتا ہوں۔ ریت کے ٹیلوں نے سمندری لہروں کو روک لیا ان ٹیلوں نے بہت سے لوگوں کی جانیں بچائیں۔ تاہم جب مقامی لوگوں نے ٹیلوں پر پناہی تو باہر کے لوگوں نے ان کے گھروں سے چیزیں چوری کر لیں۔ پرانی چیٹی اور پرانا شہر سمندر میں ڈوب گئے وہاں آج بندرگاہ ہن گئی ہے جیسا کہ تین سو کے لگبھگ افراد زلزلہ اور سونا می سے لاپڑے ہو گئے۔ کچھ لوگ جو سور ہے تھے زلزلے کے بعد اپنے گھروں کے ملے تئے آگئے اور ان کو نکالا شجا سکا۔ نوجوان اور طاقت ور لوگ بوزھوں، مخدوں اور بچوں کے مقابلے میں زیادہ آسانی سے بھاگ کر اپنی جان بچا سکتے تھے۔

## آجیانی گھنی

انڑو یو کے وقت عمر 90 سال سے زائد



اس وقت میں اپنے والدین کے ساتھ پہنچی میں رہتی تھی میرا خیال ہے کہ میری عمر تقریباً 11 سال تھی شادی کے بعد میں اور ماں میل ہو گئی تھی۔

مجھے یاد ہے کہ زلزلہ نہر کے وقت آیا۔ بہت شدید زلزلہ تھا میں سوری تھی اور زلزلے سے جا گئی۔ ہمارے گھر کے اندر بھی زمین پھٹ گئی اور درازوں سے سرخی مائل پانی نکلنے لگا۔ زلزلے کے بعد ہم نے ملان کی پہاڑیوں سے آگ نکلتے ہوئے دیکھی اور پھر سمندر آگیا۔

سمندر کے پانی نے زیادہ دیر نہیں لگائی۔ ہم نے ایک خوناک آواز سنی اور بہت بڑی لہروں نے ایک کے بعد ایک حملہ کر دیا۔ لہرس پہاڑ کی طرح اوچی تھیں۔ ان لہروں نے پرانے پہنچی شہر کا مرکزی علاقہ جاہ کر دیا۔ اب وہ علاقہ پانی میں آگیا ہے اور لوگ دوسرے محفوظ مقامات پر رہتے ہیں لیکن ساحل اب دن بدن زدیک ہوتا چلا آ رہا ہے۔

لوگوں نے مستانی ریگ پر بھاگ کر جان چاہی مجھے نہیں سے یاد نہیں کہ کل کتنے افراد ہلاک ہوئے تھے مگر اس حادثے کے بعد دو دن تک کئی اجتماعی جنازے پڑھائے گئے۔ مجھے یاد ہے کہ میرے دو کزن بھی ہلاک ہوئے تھے ان کا نام محمد اور بند رحمنا۔ وہ ہمارے گھر کے کلبے میں دب کر ہلاک ہوئے تھے جو کہ پتھر اور موٹی سے بناتھا۔

اس بیانی کی حکومت نے لوگوں کو خوراک اور خیسے دیے۔

یہ انڈو یو بلوجی میں روول کیونٹی ڈولپسٹ کاؤنسل کے دفتر میں اور ماریمیں 12 مارچ 2014 کو غزال نعیم، دین محمد کا کڑا اور عبداللہ عثمان نے کیا۔

## قادر بخش کوشش

انڈو یو کے وقت عمر 74 سال



اس وقت زیادہ تر لوگ پرانے پہنچی شہر میں آباد تھے۔ میرے دو دوہ کے دانت لوث رہے تھے مجھے خود کچھ زیادہ یاد نہیں سوائے اس کے جو میرے والد نے مجھے بتایا۔ وہ میں سال پہلے انتقال کر گئے تھے۔ زلزلہ علی الصبح نہر کے وقت آیا۔ اس نے بہت سارے گھروں کو تباہ کر دیا اس کے بعد آنے والی لہروں نے مزید تباہی چاکی۔ بہت سی کشتیاں بہ کرز میں علاقے میں آگئی تھیں۔

میرے محل میں تقریباً دس سے بارہ لوگ ہلاک ہوئے تھے۔ باقی لوگوں نے ریت کے نیلوں پر چڑھ کر اپنی جان بچائی۔ پانی جھوپٹیوں (گھروں) سے اوپر چلا گیا تقریباً 14 سے 15 فٹ اوپر تھا۔

پرانے شہر کا کچھ حصہ اب بند رگاہ بن چکا ہے جو کہ آج جیٹی ہے یہ علاقہ اس واقعہ میں ڈوب گیا تھا۔ ہمیں قلات کے خان کی طرف سے امداد لی۔ خان بزرگ کی جیپ میں پہنچا۔ امدادی سامان دوسرا بزرگ جیپ میں تھا اس میں خوراک اور خیسے تھے اور خان نے پہنچی میں دو دن قیام کیا مجھے گزار پہنچے تھے (غائبانی پہنچنے ہوئے تھے)۔ یہ انڈو یو بلوجی زبان میں 22 فروری 2014 کو تحسیلدار کی رہائش گاہ پر غزال نعیم، دین محمد کا کڑا اور عبداللہ عثمان نے کیا۔



خدائی دوست

انٹرویو کے وقت عمر

80 سال



رائیک (رابعہ)

انٹرویو کے وقت عمر

74 سال

میں اس وقت تقریباً پانچ یا چھ سال کی تھی اور دوسرا بھیجنوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھی۔ مجھے یاد ہے کہ وادر کے لوگ ہمارے علاقے میں آگئے تھے۔ بہت سے لوگ بھاگ کر یہاں آگئے اور تقریباً پانچ سے چھ میینے تک رہتے رہے۔ ان میں ولی محمد صاحب اور ان کا خاندان بھی تھا جو پہلے ساحل کے نزدیک رہتے تھے۔ میرے خاندان نے ان کو کبل، خوراک اور پانی دیا تھا۔

میں نے سنائے کہ پہلے ایک زار لہوا اور پھر سمندر چڑھا آیا پانی نے بہت سے گروں اور مسجد کو انتصان پہنچایا تھے۔ مجھے یاد نہیں کہ اس واقعے میں کوئی بلاک بھی ہوا تھا یا نہیں۔

یہ انٹرویو بلوجر زبان میں 22 فروری 2014 اور 12 مارچ 2014 کو غزال نعیم، دین محمد کاکڑ اور عبداللہ عثمان نے پہنچی میں اپنے گھر میں کیا۔

<http://iotic.ioc-unesco.org/1945makrantsunami/interview/> 28

اس وقت میری عمر تقریباً 10 سے 15 سال تھی اور میں کام کرتا تھا ملی اصلاح مجھے بھکلوں نے جگایا۔ بہت سی بھکلوں پر زمین پھٹ گئی اور سرفہی مائل ریتیا پانی ان درازوں سے نکلنے لگا۔

چہلی لبر زارے کے تقریباً آدھے گھنٹے بعد آئی میں کچھ کہہ نہیں سکتا کہ یہ رکتی اور تھی کیونکہ میں اپنی جان بچانے کے لیے خالص سمت میں بھاگ رہا تھا۔ میں سکتا تھا کہ میرے پیچے پانی آرہا ہے آخر میں بحفاظت ریت کے نیلوں پر چڑھ گیا۔

میں چند بلاک ہونے والوں کے نام بتا سکتا ہوں۔ کریم بخش اور مکومیرے دوست غنی کے بھائی تھے۔ مجھے یاد ہے کہ دس سے بارہ بلاک تھیں ہوئی تھیں۔

اگرچہ بعد میں سمندر واپس چلا گیا مگر وادر کا کچھ علاقہ جہاں پر اب تھی جیٹی تغیر ہو گئی ہے اس میں ڈوب گیا۔ اس علاقے کے لوگوں کو اب بھی وادر کہا جاتا ہے۔

یہ انٹرویو بلوجر میں 22 فروری 2014 کو غزال نعیم، دین محمد کاکڑ اور عبداللہ عثمان نے پہنچی میں تحصیلدار (پہنچی تحصیل کا سرکاری افسر) کی رہائش گاہ پر کیا۔



کرامیم بخش

80 سال سے زائد

انڑویوں کے وقت عمر

کچھ لوگ اس واقعے کا الزام تحصیلدار کی غلطی کو دیتے ہیں اس نے لوگوں کی اللہ کے نام پر قربان کی ہوئی بکری کو اخوا  
کر سمندر میں پھینک دیا تھا جس سے سمندر کو غصہ آگیا اور اللہ نے زلزلے اور سمندری طوفان کو تحصیلدار کے عمل کی  
سرماں کے طور پر بچنے دیا۔

اس رات پیدا ہونے والے بچے کا نام شن (بقدامت) رکھ دیا گیا کیونکہ اس واقعہ میں اس کی والدہ میریا اور خاندان  
کے دوسرا افراد ڈوب گئے تھے۔

میں نے اپنے بزرگوں سے ایسی کسی آفت کے بارے میں نہیں سننا تھا اور میں اپنے بچوں اور پوتے پوتوں سے اس  
کے متعلق ذکر کرتا رہتا ہوں۔

یہ انڑویوں کی 22 فروری 2014 کو غزال نصیم، دین محمد کاڑ اور عبداللہ عثمان نے بچنی میں ان کے گھر میں کیا۔

اس واقعہ کے بعد سمندر سے مجھے سمندر سے خوف آتا ہے میں اپنے والد کا پیشہ مایہ گیری نہیں اختیار کر سکا اور ایک موسيقار  
بن گیا۔ میں رہاب بجا تھا۔ میں نے کراچی، لاہور اور اسلام آباد میں بھی اپنے فن کا مظاہرہ کیا ہے۔ میں شادیوں  
اور دیگر تقریبات میں رہاب بجا تھا اور گواٹی (جن بھوٹ اتنا نے کامنائی طریقہ) کے لیے بھی بجا تھا۔

اس وقت میں 13 سال کا تھا اور اسی علاقے کے نزدیک رہتا تھا۔ میں نے علی الحج تقریباً چار بجے زلزلہ محسوس کیا۔  
تقریباً سات شدید جھکٹے تھے۔ زمین پھٹ گئی اور موجودہ جھٹی کے علاقے میں کمی جگہ بننے والی درازوں سے پانی نکلنے  
لگا۔

میں نے سن کر پہلے سمندر پیچھے گیا لیکن میں خود یہ سب نہیں دیکھ سکا کیونکہ ساحل سے میں بہت دور تھا۔ پانی زلزلے  
کے تقریباً دو گھنٹے بعد ساحل پر واپس آیا سات سے آنکھ لہریں آئیں۔ ہر ایک کاسا نزا ایسا تھا جیسے کے دو سے تین بڑی  
لہریں اکٹھی ہو گئیں۔ سمندر صبح آنکھ بچے کے بعد پیچھے چلا گیا۔

لیکن کچھ علاقوں میں چھ سے سات دن تک پانی کھڑا رہا۔ تقریباً دس لوگ ہلاک ہوئے۔ دواشیں اور کچھ کشتیاں  
ریت کے مثبوں کے نزدیک پہنچ گئیں میرے والد کی کشتی مسجد کے اوپر سے ملی۔

اس علاقے تک پانی نہیں پہنچا کیونکہ بہاں ایک درگاہ موجود ہے جو سمندر کو بھی بہاں آنے نہیں دے گی۔  
قلات کے نام اپنے ساتھ خود راک اور خیمے لے کر پہنچ۔ پندرہ دن بعد برطانوی نیوی کا جہاز بھی امدادی سامان لے  
کر پہنچ گیا۔

عبدالواحد دل مراد (ولد ہاشم)

انٹرویو کے وقت عمر 39 سال

(1945 کے بعد پیدا ہوئے)



میرے والد نے جون 1945 میں اور ماں میں رہائش پذیر تھے بتایا کہ ایک شدید زلزلے سے ملان کی پہاڑی میں آگ لگ گئی انہوں نے بتایا کہ پہلے سمندر پیچھے چلا گیا بعد میں واپس آیا اور شہر میں داخل ہو گیا اس کے بعد ایک یادو گزی اہروں نے آدمی سے زیادہ شہر کو ڈیو دیا۔ ماہی گیروں کی جگہ پنزاں بہہ گئیں۔  
یا انٹرویو بلوجر میں 12 مارچ 2014 کو فراز النجم، دین محمد کاظم اور عبداللہ عثمان نے کہا گی میں کیا۔

سخن بخش

انٹرویو کے وقت عمر 82 سال



یہ درمیانہ موسم تھانہ سردیاں نہ گرمیاں تھیں۔ شاید تو میرا ٹکٹوپر۔ جب یا آفت آئی اس وقت میں چودہ یا پندرہ سال کا تھا اور گھر سے سمندر میں مچھلیاں پکڑنے لگیا ہوا تھا۔ اس وقت ہمارے پاس گھر یا نہیں ہوتی تھیں اس لیے سچ وقت معلوم نہیں۔ ہم نے ایک خوفناک آواز سنی اور دیکھا کہ سمندر میں مچھلیاں بے چین ہو گئی ہیں۔ ہماری کشتی ڈولنے لگی ہمارے قابو سے باہر ہو کر تیرنے لگی۔

ہم انقریباً گیارہ بجے واپس پہنچنی آئے تو ہمیں اس وقت معلوم نہیں تھا کہ یہاں کیا کچھ ہو چکا ہے۔ ہم نے تباہ شدہ گھر، کشتیاں اور ملہبہ شہر کے اندر پاراگ کے علاقے تک دیکھا۔ جدی کی پہاڑی (پہنچی شہر میں ساحل سے دور) کے زد کی بھی بہت سے گھروں کیتھیاں پری ہوتی تھیں۔  
وادرس کے علاقے میں موجود اگر بھی تباہ ہو گیا تھا۔ میں دو مینے تک مچھلیاں پکڑنے نہیں جا سکا کیونکہ مجھے اپنا گھر دوبارہ تیسر کرنا تھا۔ ہمیں نہیں معلوم کہ دیگر علاقوں مثلاً اور مارا اور کلت میں کیا ہوا اس وقت اتنی دور تک اونٹوں پر ہی جایا جا سکتا تھا۔

میں نے اپنے تجربات کا ذکر کا پہنچنے پکوں سے بھی کیا۔ میں نے انہیں بتایا کہ یہ ایک طوفان تھا لیکن اب میرے تعلیم یافت پچھے مجھے بتاتے ہیں کہ اس کو سو نامی کہتے ہیں۔

یا انٹرویو بلوجر میں 12 مارچ 2014 کو فراز النجم، دین محمد کاظم اور عبداللہ عثمان نے پہنچی ضلع گوارمیں کیا۔

ہارون (ولدگی)

انٹرویو کے وقت عمر 70 سال



یہ انٹرویو اردو میں 12 مارچ 2014 کو غزال نصیر، دین محمد کاکڑ اور عبداللہ عثمان نے پختی میں اکنے موجودہ گھر میں کیا۔

<http://iotic.ioc-unesco.org/1945makrantsunami/interview/31>

1945 میں جب یہ زلزلہ آیا تو میں سترہ میں بیٹھ کا تھا۔ لوگ مجھے میری زندگی بیٹھ جانے کے حیرت انگیز واقعی وجہ سے جانتے ہیں۔ میں بہت عرصہ تک ماہی گیری کرتا رہا ہوں۔ رئیسِ منش کے بعد اکثر یہ کہانی میں اپنے بچوں کو سناتا ہوں تقریباً اسی انداز سے جیسے میرے پچا خداداد نے مجھے سنائی۔ 12 سال پہلے 62 سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا تھا۔

اس آفت نے میرے خاندان کے چودہ افراد کو بلاک کر دیا جس میں میری والدہ اہل، میرے چچہ بھائی اور بہنیں میرے والدکی دو بہنیں گروچان اور خان بی بی، ان کے چار بیچے اور میرے ایک پچا میاں دادشاہل ہیں۔ ہمارے محلے وادسر میں چار مزید لوگ بھی بلاک ہوئے۔

زلزلہ بدھ کو آدمی رات کے بعد آیا۔ میرے والد محچلیاں پکڑنے کے لیے سمندر میں گئے ہوئے تھے۔ خداداد نے مجھے گود میں اٹھایا اور باہر کی طرف دوڑے میرے گھر کے باقی تمام افراد پانی میں بہہ گئے کیونکہ ہمارا گھر لکڑی اور چٹائی سے بنایا تھا۔ خداداد نے مجھے بتایا کہ وہ تمیں خطرناک لبرس تھیں اور انہوں نے سمندر میں ایک روشنی نکلتے ہوئے بھی دیکھی جیسا کہ آسمانی بجلی چکتی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ بھلی بر تقریباً ساخن فٹ اونچی تھی جیسا کہ شاید اس سے بھی زیادہ دوسری تقریباً چالیس فٹ اور تیسرا تقریباً تیس فٹ۔

انہوں نے مجھے بتایا کہ زلزلہ بہت شدید تھا اور اس کے بعد آنے والے زلزلے کے جھکٹے تقریباً چوبیں گھنٹے تک محسوس ہوتے رہے۔ اور جہاں موجودہ ہائی سکول ہے زمین پھٹ گئی اور خون کے رنگ جیسا پانی ان دراڑوں سے الٹنے لگا۔ وہ علاقہ جہاں وادسر میں ہمارا گھر تھا۔ اب سمندر کے اندر آپ کا ہے یہ جگہ جہاں اب ہم کھڑے ہیں وہی ہے جہاں میرے پچا مجھے لے آئے تھے۔

عبدالحکیم (ولد ملا غریب بند)

انٹرویو کے وقت عمر 79 سال



آدی گان (ولد موی)

انٹرویو کے وقت عمر 70 سال



میں بارہ سال کا تھا اور صبح سوریے مچھلیاں پکڑنے جاتا تھا اس وقت ساحل کے نزدیک نہیں، لیکن مکانات تھے اب ہم نبنتا اونچی جگہ پر رہتے ہیں جو پرانی جگہ سے دور ساحل سے اندر کی طرف ہے۔

فجر کے وقت ہم نے شدید زلزلہ محسوس کیا اور ہم جاؤ گئے۔ میرے پچانے چلا کر کہا کہ سمندر کی طرف سے پانی آ رہا ہے یہ سنتے ہی ہم سب باہر کی طرف بھاگے۔

مجھے یاد ہے کہ ہر زلزلے کے تقریباً آدھے گھنٹے بعد آتی۔ ہر ہوں کے درمیان دس سے تین منٹ کا وقفہ تھا۔ سمندر بار بار واپس آتا رہا۔ پہلے دو بڑی ہریں اس علاقے سے گرا گئیں۔ تیسرا اور آخری ہر سب سے بڑی تھی یہ کہ یک کے اندر چلی گئی اور تم کے جنگلات کی وجہ سے رک گئی۔ اس کے بعد علاقے میں تقریباً ٹھنڈے تک گھرا پانی کھڑا رہا۔ سورج ڈھلنے کے بعد یہ واپس جانا شروع ہوا۔

لوگ اس طوفان سے اتنے خوفزدہ ہوئے کہ اپنے مویشی بھی ساتھ نہ لے جائے۔ موشی ڈوب گئے اور بھاری کشتیاں ساحل سے اندر کی طرف زمین پر آگئیں۔ ایک عورت جس کا نام ہیرانی تھا ہر ہوں میں بہگئی۔ وہ بہت بوڑھی ہوئے کی وجہ سے بھاگ نہ سکی تھی۔

میری بیوی کے والدین نے مجھے بتایا کہ پانی تم کے درختوں تک گیا لیکن ان جنگلات نے ہر ہوں کے زور کو توڑ دیا۔ یہ انٹرویو بلوچی میں 12 مارچ 2014 کو غزال نجم، دین محمد کائز اور عبداللہ عثمان نے کیا۔

اس وقت میں تین یا چار سال کا تھا مجھے اس واقعہ کے بارے میں اپنے والدین اور دیگر لوگوں سے پتہ چلا۔ میں لفظ سونا ہی نہیں معلوم تھا ہم تو ہم اسے زلزلے کا طوفان کہتے تھے۔

میرے ہر ہوں نے مجھے بتایا کہ ایک زلزلہ اور اس کے بعد سمندری طوفان آیا ہریں ایک کے بعد ایک آتی رہیں۔ تر کے جنگلوں سے گلرا کرہ کرہ کرہ پڑ جاتیں۔ مجھے ہر ہوں کی اونچائی کے بارے میں صحیح معلوم نہیں گزیرہ ہینا تیسری لہر سب سے بڑی تھی۔

لوگوں نے بھاگ کر ریت کے میلوں پر پناہی فقیر محمدی بوڑھی دادی بھاگ نہ سکی اور پانی کے ریلے میں بہگئی۔ گاؤں ساحل سے دور اونچی جگہ پر دوبارہ تعمیر کیا گیا اب لوگ اس نئی جگہ پر رہتے ہیں۔ ہمیں حکومت سے اس حصہ میں کوئی امداد نہیں ملی۔

آبادی کی جگہ اب بھی کشتیاں کھڑی کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے لیکن اب یہاں مکانات نہیں ہیں کیونکہ یہ جگہ محفوظ نہیں ہے۔ (پرانی جگہ مکملت کھو ریئنی کریک کے ساتھ تھی۔ یہ جگہ 1945 کے بعد بننے والی آبادی کے شمال مشرقی جانب تقریباً ساڑھے تین کلومیٹر کے فاصلے پر ایک ریلیے نیلے کے کنارے واقع ہے) یہ انٹرویو بلوچی میں 24 فروری 2014 کو غزال نجم، دین محمد کائز اور عبداللہ عثمان نے کیا۔

میاں سنی داد  
انٹرویو کے وقت عمر  
79 سال



میں اپنے جڑواں بھائی دلدار اور والد صاحب کے ساتھ مایہ گیری کا کام کرتا تھا۔ بھی بان اور مارا میں بہت سے مکانات پانی میں بہہ گئے تھے اور بہت سے لوگ بلاک ہوئے تھے۔  
یہ انٹرویو بلوجی میں 24 فروری 2014 کو غزال نصیم، دین محمد کا کڑا اور عبداللہ عثمان نے کیا۔

دلدار صاحب (ولد داد)  
انٹرویو کے وقت عمر  
79 سال



1945 میں میری عمر تقریباً بارہ سال تھی۔ اس وقت مکانات ساحل سے آج کی نسبت کافی دور تھے۔  
میں نے زلزلہ محسوس کیا اور ہنگول کی پہاڑیوں سے آگ نکلتے دیکھی۔ زمین میں بڑی بڑی درازیں پڑ گئیں اور ان میں سے سرفہی ماکل میلا اور تیل زدہ پانی نکلنے لگا یہ وہی جگہ تھی جہاں آج روول کیونٹی ڈولپمنٹ آر گنائزیشن کا دفتر ہے۔

زلزلہ کے بعد سمندر پہنچے چلا گیا اسکے بعد ایک تمن لہریں آئیں پانی درگاہ تک پہنچ گیا اور اس جگہ تقریباً چار فٹ اونچا تھا۔ لہروں میں بہت سے مکانات بہہ گئے۔ ساحل کی مختلف سوت لوگ بھاگے لیکن پھر بھی دس افراد بلاک ہو گئے۔

تقریباً دو میئے بعد لوگوں نے دوبارہ گھر تعمیر کرنا شروع کیے۔ سبیلہ کے حکمران جام آف سبیل نے لوگوں کو خشک خوارگ اور مالی امدادو دی۔

یہ انٹرویو بلوجی میں 24 فروری 2014 اور یہاں انٹرویو 12 مارچ 2014 کو اور مارا میں غزال نصیم، دین محمد کا کڑا اور عبداللہ عثمان نے کیا۔

<http://iotic.ioc-unesco.org/1945makrantsunami/interview/35>

### قادر بخش (ولد آدم)

انٹرویو کے وقت عمر 84 سال



اس وقت اور مارائیں چند سو خاندان ہی آباد تھے۔ بیباں پر بلوچی، آغا خانی اور کچھ ہندو خاندان بھی تھے جیسیں لگا کہ تم اس آفت کے بعد کبھی دوبارہ آپا نہیں ہو سکتے گے۔ میں پندرہ ماہ سولہ برس کا تھا آج میں کشتیاں بناتا ہوں جسے بلوچی میں وارو کہتے ہیں۔

میں سور باتھا کیں زلزلے سے جاگ گیا اس وقت صبح کے تقریباً تین بجے تھے جو کہ فجر کی اذان کا وقت تھا۔ بعد میں لوگوں کو سمندر کی لہروں کے بارے میں چلاتے ہوئے سنے۔ اس کے بعد وقت بہت کم تھا۔ میں اپنے خاندان کے کئی لوگوں سمیت طوفان میں پھنس گیا۔

زلزلہ آنے کے تقریباً ایک یا ڈیڑھ گھنٹے بعد طوفان آیا۔ میں نے ساہے کے سمندر آگے آئے سے پہلے پہنچ گیا تھا ہم لہروں کو اس لیے گن نہیں کے کیونکہ ہم گھرے پانی میں گھرے ہوئے تھے۔ پانی زمین میں ساحل سے اندر جہاں آج ہائی سکول اور نیک نور محمدی درگاہ ہے وہاں تک پہنچ گیا۔ بھاری کشتیاں ساحل سے زمین پر آگئیں۔ ایک پچھے جس کا نام آدم تھا رسی اس کے گلے کے ارد گرا بیٹھی۔ کسی نہ کسی طرح وہ بیچ گیا اور آج اس کا نام زلزلہ مشہور ہے۔ پھر اور مٹی سے بننے ہوئے مکانات زلزلے سے چاہ ہونے اور لکڑی اور چٹائی سے بننے ہوئے مکانات پانی میں بہر گئے۔

ساحلی زمین اور پرانی گئی۔ اس واقعے سے پہلے ساحل زمین کی طرف نبنتا تقریب تھا۔

مجھے اس علاقے کی تاریخ نہیں بہت دلچسپی ہے اور میں (اپنی جمع کی ہوئی مختلف اشیاء، لوگوں کو دکھاتا ہوں خاص طور پر) پہنچاں کو۔

یہ انٹرویو بلوچی میں 12 مارچ 2014 کو غزال نعیم، دین محمد کا کڑا اور عبداللہ عثمان نے کیا

### گنج بخش (ولد شروز)

انٹرویو کے وقت عمر 76 سال



زمین میں درازی پڑ گئیں اور ان سے پانی اور سائل نکالتا شروع ہو گیا سمندر پہنچے چلا گیا اور پھر لہریں آئیں۔ مجھے یاد نہیں کہ کتنی لہریں تھیں لوگ ہمارے علاقے میں بھاگ کر آگئے اور تقریباً دو مینیٹ تک بیٹیں رہے۔

جام صاحب نے خواراک اور دیگر ضروریات سے لدے ہوئے تین گھنٹے بیچ دیے ان میں سے ایک گھوڑا اسیا، ایک سرخ اور ایک سفید تھا وہ اس آفت کے اگلے دن ہی پہنچ گئے۔ جام صاحب نے مالی امداد بھی بھیجنی جو کہ لکڑی، لکنوں اور چٹائی سے بننے ہوئے تباہ ہونے والے ہر گھر کے لیے تقریباً چھپیں روپے تھے۔ پھر اور مٹی سے بننے مکانات کے لیے سور روپے تھے۔

یہ انٹرویو بلوچی میں 24 فروری 2014 کو غزال نعیم، دین محمد کا کڑا اور عبداللہ عثمان نے کیا۔

کو (دختر غلام رسول)  
انڑویو کے وقت عمر

72 سال



میں 1945ء میں چھوٹی بیٹی تھی اور اور مارا میں رہتی تھی۔ میرا اگر پھر اور منی سے بنا ہوا تھا۔ جہاں آج ملکہ ماہی گیری کا دفتر ہے میرا اگر وہیں تھا۔ یہ رات کا وقت تھا اور ہم سب سور ہے تھے جب ایک زلزلے سے ہمارا اگر جاہ ہو گیا۔ میرے دادا ہمیشہ کہتے تھے کہ میرے بچوں کو پتھر کے گھر میں مت رہنے دو کیونکہ وہ اس سے خوفزدہ تھے۔ سمندر سے آگ نکلی اور آخر کار سمندر شہر میں داخل ہو گیا مجھے یاد ہیں کہ تھی لہرس علاقے سے لکڑا میں میرے شوہر بتاتے ہیں کہ وہ تمیں لہرس تھیں اور سب کی سب ہمارے گھر کی چھپت سے اوپر تھیں۔ مرنے والوں میں میری بہن لاںگھی بھی شامل تھی جس کی پائی گاہ پبلے شادی ہوئی تھی۔ میرے بچپا اور دو بچپا زاد بھائی قادری اور سوائی بھی بلاک ہوئے۔ وہ سب ہمارے گھر کے بلے میں دب گئے تھے۔

یہ انڑویو بلوچی میں 24 فروری 2014 کو فرزال نعیم، دین محمد کا کڑا اور عبداللہ عثمان نے کیا۔

مدنی (ولد قادر بخش)  
انڑویو کے وقت عمر

76 سال



اس وقت اور مارا جو ناٹھیں میں تقریباً سو مسلمان گھرانے، پچاس ہندو نیتھے اور پچاس آغا خانی خاندان رہتے تھے۔ میری عمر تقریباً دس سے گیارہ سال تھی۔ پھر میں پاکستان پوسٹ آفس مکملہ میں ملازم رہا اور پھر میں سالہ ملازمت کے بعد پوسٹ ماسٹر کے طور پر رہنا شروع ہوا۔

یہ صبح سوریہ تقریباً تین بجے کا وقت تھا جب میں زلزلے کی وجہ سے جاگ گیا ایک بوڑھا شخص استاد گندی اپنے مکان کے ملبوس میں دب گیا ہم محلہ دار اس کو ملبوس نہ لائے کے لیے گئے۔ زلزلے کے تقریباً آدمی گھٹکے کے بعد کوئی چلا یا کہ سمندر آ رہا ہے اور ہم سب بھاگ گئے۔

شہر میں داخل ہونے سے پہلے سمندر پہنچ گیا تھا سائل کے نزدیک ہونے کی وجہ سے میرا اگر وہ بھاگتا پانی غاباً چودہ فٹ اونچا ہوا اگر یہ درگاہ نور محمد سے آگئیں آ سکا۔ کچھ کشیاں بھی زمین پر آ گئیں اور بتاہ ہو گئیں۔ کل تمیں لہرس اور مارا کی پہاڑیوں تک پہنچیں۔ اور پانی کے نشات اب بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

(انڑویو کرنے والی ٹیکنیشنات کی تصدیق نہیں کر سکی)

اور مارا میں دس سے گیارہ افراد بلاک ہوئے۔ بلاک ہونے والوں میں مصطفیٰ کے خاندان کے تمام افراد شامل تھے۔ آپ نے پوچھا کہ کیا 1945 کی آفت میں چار ہزار جانوں کا نقصان ہوا ہوگا۔ تو میرے خیال میں یہ اندازہ سے بہت زیادہ ہے۔ میر غلام قادر یاست جام کے نواب کی درخواست پر برطانوی نیوی کا ایک جہاز نقصانات کا تجربہ لگانے کے لیے بیہاں بھیجا گیا۔ آغا خانی لوگ زمین میں اور اندر کی طرف زیادہ اوپر تھے مقام پر آپا ہو گئے۔

یہ انڈویو اور دو میں 24 فروری 2014 کو فرزال نعیم، دین محمد کا کڑا اور عبداللہ عثمان نے کیا۔



دکتر نصیر الدین (ولدو جداد)

انٹرویو کے وقت عمر  
73 سال

(اس تفصیلی انٹرویو میں کچھ دوسروں سے نبی ہو گئیں باتیں بھی شامل ہیں مثلاً جب زلزلہ آیا نصیر الدین سورہ تھا اور بعد میں اسے لوگوں سے زلزلہ کا وقت پہاڑوں سے لکھنے والی آگ اور چلی اہر کا پیدا چلا) چلی مرتبہ انٹرویو 2009 میں اقوام متحده کے ادارہ برائے ترقی (UNDP) کے سونای آگاہی سے متعلق پروگرام میں کیا گیا۔ مندرجہ بالا انٹرویو کے مندرجات اس انٹرویو کے مطابق ہیں جو دوسری مرتبہ اردو میں 24 فروری 2014 کو اور مارا میں غزال نصیم، دین محمد کا کڑا اور عبد اللہ عثمان نے کیا۔

ان دونوں اور مارا میں زیادہ تر مکاتبات لکڑی اور چٹائی سے بنے ہوئے تھے اور بہت کم پتھر اور مٹی سے بنے ہوئے مکاتبات تھے سب لوگ جو ناٹکن کے علاقے میں رہتے تھے۔

اس وقت میر تقریباً چھ سال تھی۔ میں سورہ تھا جب خلیفہ اشرف چلانے کے سمندر پہنچے چلا گیا ہے وہ چاہتا تھا کہ ہم بھاگ جائیں کیونکہ اہر میں آرہی تھیں میں نے ملان کی پہاڑیوں سے آگ لکھنے دیکھی پہلے زلزلہ آیا اور اس کے بعد پہاڑیوں سے آگ کے شعلے بلند ہوئے اور آخر میں سونای آپنچا۔ بروں کے آنے سے پہلے سمندر اپنی جگہ سے پہنچے چلا گیا تھا۔

چلی اہر کے آنے سے پہلے جو کہ زلزلے کے تقریباً آدھے گھنٹے بعد آئی تھی۔ میں اپنے دادا کے گھر پہنچ گیا۔ اس علاقے میں چلی اہر کے آنے سے تقریباً گھنٹے تک گھر اپنی کھڑا تھا۔ تیسرا اہر میری ماں، خالہ زار اور میرے خالہ زاد بھائی گونج کو بہا کر لے گئی۔ میری ماں بیٹھ گئی لیکن باقی دونوں ڈوب گئے۔ ہلاکتوں کی کل تعداد تقریباً ہیں سے تیس تھی۔

سونای نے شہر کے چند علاقوں کو ڈوب دیا تھا مگر سارا شہر پانی میں نہیں ڈوبا تھا۔ اور مارا شہر میں گالی جو کہ چھپلیاں لے جانے کے ایک بڑی سامان بردار کشتی ہوتی ہے آئی ہوئی تھی وہ کشتی تباہ ہو گئی اور ایک ہندو بیٹی بھی اس میں ہلاک ہو گیا۔

برطانوی حکومت کی طرف سے نبی کا ایک جہاز امدادی سامان لے کر آیا اور خوراک تقسیم کی۔ اس پر ایک ڈاکٹر بھی تھا جس نے زخمیوں کا علاج کیا ریاست جام پور کے محکمان نے علاقے کا دورہ کیا مگر کوئی امداد نہیں دی۔



ماestro فتح محمد بوكھری (ولد کودا خدا بخش)  
ائٹرویو کے وقت عمر 84 سال

تیری لہر کے بعد میرے والد تھیں اس علاقتے میں لے گئے جوڑوب گیا تھا تھیں وہاں دو بچوں، دو عورتوں (پاپن، گوری) اور تین مردوں (ہاشمی، دیا اور جنی داد) کی لاشیں بھی تھیں۔ ہم تمام لاشوں کو ایک جگہ لے آئے۔ اس دن تین مزید لاشیں بھی تھیں جیسے بعد میں ہندوؤں کی لاشوں کو جلانے کے لیے تین انہوں پر لا دکرانی ہوئی لکڑی استعمال کی گئی۔

جس علاقتے میں سیالابی پانی تھا، ہم نے وہاں سے مچھلیاں بھی اکٹھی کیں وہ زمین پر پڑی تھیں اور ابھی زندہ تھیں اور اچھل رہی تھیں۔

سناتی نے گالی (انڈیا سے آئی ہوئی ایک مال بردار کشتی جو وہیں پھٹلی لے جاسکتی تھی) بھی جاہد کردی تھی۔ کشتی کا ملبہ دور سورانی ندی پہنچ گیا تھا۔

ماہی کیر ہو گھرے سمندر میں تھا انہوں نے بتایا کہ سمندر کی سطح غیر معمولی طور پر اوپر ہو گئی تھی۔

ساحل سمندر کی طرف کچھ اور بڑھ گیا تھا اور اب بھی یہ اسی سمت میں آہستہ آہستہ بڑھ رہا ہے۔

اس واقعہ کے بعد ساحل سے زیادہ دور ایک نیا علاقہ آبادی کے لیے منتخب کیا جا گیا جو 1945ء میں سناتی مختارہ علاقوں سے دور تھا۔ اس نئی آبادی کو محلوں اور وارڈز سے تقسیم کیا گیا ہے۔

پہلی مرتبہ ایٹرویو 2009ء میں اقوام متحدہ کے ادارہ برائے ترقی (UNDP) کے سناتی آگاہی سے متعلق پروگرام میں کیا گیا۔ مندرجہ بالا ایٹرویو کے مندرجات اس ایٹرویو کے مطابق ہیں جو دوسری مرتبہ اردو میں 24 فروری 2014 کو اور مارا میں غزال قیم، دین محمد کا کٹا اور عبداللہ عثمان نے کیا۔

میں نے 1945ء میں سرکاری نوکری شروع کی اس وقت اور مارا کی آبادی میں تقریباً چار سو پچاس ہندو اور دوسوں سے دو سو پچاس آغا خانی شاہل تھے۔ زیادہ تر آبادی اس جگہ تیم تھی جہاں آج حکومت میں گیری کا دفتر ہے۔ میرے والد کی چار بیویاں اور اکیس بیچ تھے ہمارے گھر کی دیواریں مٹی سے بنی ہوئی انہوں کی اور چھت بانس کے بنے تھے۔ میری تاریخ پیدائش 15 جولائی 1929ء ہے۔ میری شادی چاپر اپریل 1963 کو ہوئی اور میرے تین بیٹے اور نو بیٹیاں ہیں۔ پچھلے سال جولائی میں میری بیوی کا انتقال ہو گیا۔

زلزلہ 28 نومبر کو تقریباً ٹھہر کی اڑان کے وقت آیا میں اپنے تین بھائیوں کے ساتھ کمرے میں سورہ تھا ہماری والدہ ہمیں ٹھہر کی نماز کے لیے جگایا کرتی تھیں۔ زلزلہ تقریباً صبح چار بجے آیا وہ جب وہ ہمیں جگانے کے لیے آواز دے پھی تھیں اور ہم جاؤ گئے تھے۔

پہلا چھوٹا ہی بہت شدید تھا مگر تیرا جھکا اتنا تازہ و دار تھا کہ ہمیں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا مشکل ہو گیا۔ میری سب سے چھوٹی بہن جس جھوٹے میں سورہ تھی وہ نوٹ گیا جو چھت سے بانس ہمارے سروں پر ایک ایک کر کے گرتے گئے اور ہمارا گھر بری طرح سے متاثر ہوا۔

تقریباً پانچ بجے ہم نے مشرقی پہاڑیوں سے آگ نکلتے دیکھی اور سمندر میں غیر معمولی طور پر اوپر ہو گئی تھیں۔ تین بڑی لمبی تھیں۔ پہلی تقریباً سو فٹ اونچائی تک اور مارا کی پہاڑی سے بلکہ اتنی۔ دوسرا میں سے بھی بڑی تھی اور تیری سب سے بڑی تھی۔ پانی نیک نور محمد کی درگاہ تک پہنچ گیا۔

انہوں سے بننے ہوئے مکان زلزلے سے چاہ ہو گئے اور لکڑی سے بننے ہوئے پانی میں بہہ گئے تھے۔ ہمیں بہت ہوئے گھر اپنی طرف بڑھتے ہوئے نظر آئکے تھے۔ جماعت خانہ (آغا خانی فرقہ کامدہبی مرکز) بھی تباہ ہو گیا تھا۔

گھنی

امروز یو کے وقت عمر

75 سال

میرا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ طوفانِ زلزلے کے ساتھ بھیجا تھا ایک سال بعد ایک اور زلزلہ بھی آیا مگر کوئی طوفان نہیں آیا۔ [1945 کے مرکزی زلزلے کے ایک سال بعد آنے والا سب سے بڑا جمکان 15 اگست 1947 کو آیا جس کا مرکز پہلے زلزلے کے مرکز کے قریب تھا] یہ امروز یو 24 فروری 2014 کو اور ماریم فراں فیض، دین محمد کا کڑا اور عبداللہ عثمان نے کیا۔

میں 1945 میں ایک آٹھ سال بچی تھی اور مجھے زلزلے کے جھٹکے اچھی طرح یاد ہیں زلزلہ تاشدید تھا کہ نہ ہم کھڑے ہو سکتے تھے اور نہ زمین پر بھی طرح بینجھ کتے تھے۔ زمین میں کئی مقامات پر گرم پانی نکلنے لگا۔ لوگوں نے دیکھا کہ سمندر پہنچے چلا گیا ہے کوئی چلا یا کہ سمندر آ رہا ہے۔ میں نے پہلی لہر کو دیکھا مگر دوسرا لہر وہ کوئی دیکھنے کی نکتہ میں ساحل سے پرے بھاگ رہی تھی۔ میرے خاندان نے اس جگہ پناہی جہاں آئی تھی میں پہلے دنفر ہے۔

دوسرے لوگ درگاہ پہنچے گئے انہوں نے بزرگ سے انجکی کروہ طوفان روک لیں۔ پانی گھنٹوں تک اونچا ہی گیا تھا تھی مزار سے تین مرتبہ آواز آئی رک جاؤ۔ پھر پانی مزید آگئے بڑھ سکا۔

میرے علاقے میں تمام مکانات اور بہت سے لوگ بہہ گئے تھے اور تمام کشتیاں زمین پر پہنچ چکی تھیں۔ میں نے دو لاشیں دیکھیں ایک گنوجی یوہی گندی کی تھی جس کی شادی دو ماہ قبل ہوئی تھی دوسری لاش ایک بڑی عورت کی تھی اور مجھے اس کا نام یاد نہیں۔

ریاستِ جام کے نواب امدادی سامان اور خوراک متأثرین کے لیے لے کر پہنچے۔ لوگوں نے تقریباً دو ماہ بعد اپنے گمراہ تحریر کیے۔

صالح

انٹرویو کے وقت عمر

78 سال



اس وقت 12 سے 14 سال کی عمر میں بکشل میری مونچیں نکلی ہوں گی اور میں ایک مزدور کے طور پر کام کرتا تھا۔ مجھے یاد ہے ستر سال پہلے صبح 3 بجے کے قریب ایک شدید زلزلہ آیا تھا اور اس کے تقریباً آدمی گھنے بعد سمندر شہر میں داخل ہو گیا۔

میں ایران سمعنخ (ایک نزدیکی علاقہ) کے قریب تھا۔ میں اپنے والدین اور بہنوں کے ساتھ رہتا تھا۔ زلزلے سے ہمارا گھر بری طرح بہانا شروع ہو گیا میری ماں نے یہ کہتے ہوئے مجھے جگایا کہ اللہ ہم پر حرم کرے چند جوں بعد جب زلزلے کی شدت کم ہوئی تو ہم قبرستان کی طرف بھاگے یہ سوچ کر کہ شاید وہ جگہ محفوظ ہو۔ زلزلے کے جھکوں سے خوف کھاتے ہوئے وہاں پہلے ہی کافی لوگ اکٹھے ہو گئے تھے۔ وہاں سے ہم چلے گئے۔

زمین میں درازیں پڑ گئی تھیں پہاڑی بھی کئی تکڑے ہو گئی تھیں ان درازیوں سے پانی اعلیٰ گاڑلے کے بعد ملان کے پہاڑ سے آگ نکلی اور اس کے تھوڑی دیر بعد ہی پانی آ گیا۔

لہرس اتنی اوپری تھیں کہ ہم پہاڑیوں کو نہیں دیکھ سکتے تھے کشم باڈس کے نزدیک تک پانی نے کشتیاں ساحل سے لا کر پہاڑ اور بکھر کے درخون کے نزدیک لا پہنچکی تھیں۔ جہاں آج ماہی گیری کا دفتر ہے وہاں لائیں پڑی تھیں شہر میں بہت سے گھر تھے جو سمندر نے چاہ کر دیے تھے۔

بہت سے لوگ ہلاک ہوئے گر مجھے صحیح تعداد یاد نہیں۔ تین میںے بعد ہم اور دوسرے ماہی گیر واپس آئے ایک مسجد تعمیر کی اور اسلامیہ کے علاقے میں آباد ہو گئے۔

یا انٹرویو بلوجی زبان میں روول کیمنی ڈولپیٹسٹ کاؤنسل کے دفتر میں اور ماریم 12 مارچ 2014 کو غزال نصیر، دین محمد کا کڑا اور عبداللہ مختار نے کیا۔

لاری

انٹرویو کے وقت عمر

78 سال



اس وقت میں گیارہ سال کی تھی اور اپنے خاندان کے ساتھ رہتی تھی میری شادی چند سال بعد چودہ سال کی عمر میں ہوئی۔

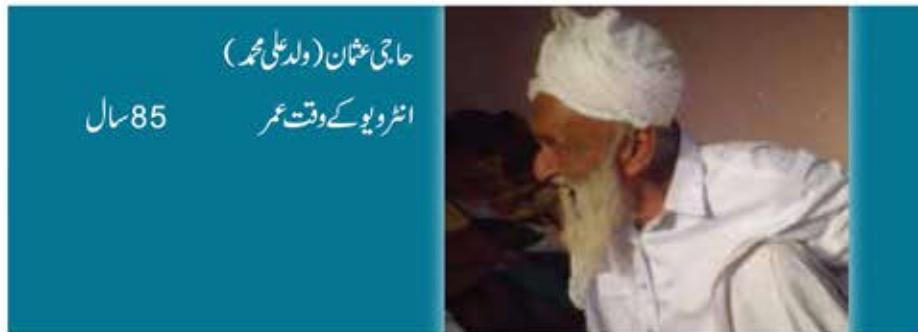
بھر کے وقت میں نے محسوں کیا کہ زمین ہنگمہ (جھوٹے) کی طرح ڈول رہتی ہے۔ آسمان سے آگ سمندر میں گری اور اسی لیے یہ طوفان آیا۔

پہلی لہر سے بڑی تھی اور اس کی اوپرائی ایک مکان کے برائی تھی یہ وہاں تک پہنچی جہاں آج حکومت بلوجستان کا ماہی گیری کا دفتر ہے تیری لہر نے میرا گھر بھی جاہ کر دیا جو اسی جگہ پر تھا۔ پانی تک نور محمدی درگاہ تک پہنچا اور طوفان آنے کے تقریباً تین سے چار گھنٹے بعد علاقے سے واپس گیا جہاں آج پولیس تھانہ ہے ہم وہاں چلے گئے۔

پھر لوگ گاڑلے کی وجہ سے پھر اور مٹی سے بننے ہوئے مکانوں کے ملبے تلے آکر کلپلے گئے لہروں کے ساتھ کشتیاں اور بہت سی مچھلیاں بھی زمین پر آ گئیں۔

لوگ اس کے بعد محفوظ مقامات پر آباد ہو گئے۔ ہمارا یہ گھر بھی سات سال پہلے تعمیر ہوا تھا۔ یا انٹرویو بلوجی میں 24 فروری 2014 کو اور ماریم غزال نصیر نے کیا۔

## ڈام (سونمیانی کے نزدیک علاقہ)



حاجی عثمان (ولدالی محمد)  
انڑویوں کے وقت عمر 85 سال

مجھے صحیح طور پر اپنی عمر کا اندازہ نہیں ہے مگر اس وقت میں ایک نوجوان تھا جب پاکستان بنا۔ اس وقت میری موبائل

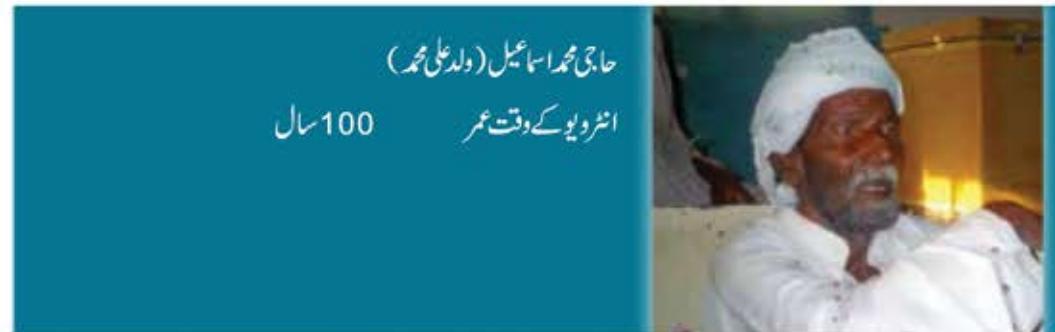
ٹھیس اور میں ایک ماہی گیر تھا۔

نیل ل رات کے وقت آیا اور فجر کی اذان کے وقت تین سمندری اہریں پہنچیں۔ زلزلے کے جھکٹے بہت شدید تھے یہاں تک کہ دروازوں کی کندیاں بری طرح سے بیٹھنے لگیں، ہم نے پہرازوں سے آگ لٹکتے ہوئے دیکھی۔

زلزلے کے بعد سمندر پہنچے چلا گیا اور ایک گھنٹے بعد واپس آیا۔ سمندر کی مرتبہ آگے آیا پہنچے گیا اور پھر واپس آیا۔ ہر اہر کا دورا یہ تقریباً پانچ منٹ تھا۔ پانی دا کیس اور بارا کیس دوستوں میں مزگیا (یہ وہ جگہ ہے جہاں کریک میں دوستے پانی کی ندیاں آکر شامل ہوتی ہیں) دو سے تین گھنٹوں بعد اہروں کا یہ سلسلہ رک گیا اس طوفان میں اہروں کے ساتھ تیز اہوا نہیں تھی جیسا کہ سائکلوں میں ہوتا ہے۔

میرا گھر اس جگہ تھا جہاں آج بھی بن گئی ہے۔ پونکہ وہ جگہ اونچی ہے اس لیے میرا گھر تباہ نہیں ہو چکے علاقوں میں بہت سے گھروں کو نقصان پہنچا جو چنانی اور لکڑی سے بننے ہوئے تھے۔

یہ انڑویوں میں 25 فروری 2014 غزال نجم، دین محمد کا کڑا اور عبداللہ عثمان نے کیا۔



حاجی محمد اسماعیل (ولدالی محمد)  
انڑویوں کے وقت عمر 100 سال

میں معمول کے مطابق مچھلیاں کپڑے جا رہا تھا کہ تین بجے صبح میں نے زلزلے کے جھکٹے محسوس کیے میری بیوی اور دو بنچے گھر پر تھے۔

زلزلے کے بعد سمندر پہنچے چلا گیا۔ اہریں تقریباً زلزلے کے دو گھنٹے بعد آئیں۔ لوگ ریت کے نیلوں پر چڑھ گئے تیری اہر سب سے بڑی تھی جو ان ریت کے نیلوں کے اوپر سے گز رکتی تھی۔ اس لیے لوگ اور اونچی جگہ پر پناہ لینے کے لیے بھاگے۔

(اس شخص کا انڈویوں کی بیوی کے ہمراہ 25 فروری 2015 کو بولوچی زبان میں غزال نجم، دین محمد کا کڑا اور عبداللہ عثمان نے کیا)

اکبر اکبر

1945 کے بعد پیدا ہوئے

اس وقت میرے والد ایک نوجوان ماہی گیر تھے۔ انہوں نے بتایا تمیں اب ریس رات کے وقت ساحل سے کھرانی تھیں اور پانی بہت سے گھروں میں داخل ہو گیا تھا یا انڑو یوبلوچی زبان میں 25 فروری 2014 کو غزالِ قیم، دین گھر کا کڑا اور عبد اللہ عثمان نے ڈام میں کیا۔

محمد عثمان ولد محمد موسیٰ

45 سال

انڈر دیوکے وقت عمر



میرے والدین نے مجھے بتایا کہ پانی ریت کے میلوں تک پہنچا گمراہی جگہ پر موجود گھروں تک نہیں پہنچ سکا۔ انہوں نے زلزلے سے متعلق کچھ نہیں بتایا تھا۔ یا انڈر دیوکی زبان میں 25 فروری 2014 کو غزالِ قیم، دین گھر کا کڑا اور عبد اللہ عثمان نے ڈام میں کیا۔

## کراچی گاؤں عبدالرحمن، ہاکس بے

بورجان (ولدکچو)  
انٹرویو کے وقت عمر 100 سال



کشتیاں تباہ ہو گئیں اور کنارے پر آگی تھیں لیکن کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ ایک شخص جو کشتی میں سورہاتھا تم کے جنگلات میں ملا۔ چھلی پکڑنے کے جال تھر کے درختوں سے لگے ہوئے تھے کنی نے کریک بن گئے تھے۔ لہوں نے بڑے بھاری پتھر ساحل پر لا پھینکے۔ آپ آج بھی یہ پتھر دیکھ سکتے ہیں۔ (میں نے ساہبے کہ) ہنگول کے نزدیک پہاڑوں سے آگ لگی۔ میں وہ باتیں اپنے بیجوں اور پوتے پوتوں کو بتاتا ہوں۔

یا انٹرویو بولپوری میں 20 فروری 2014 غزال القیم، دین محمد کاکڑ اور عبداللہ عثمان نے کیا۔

<http://iotic.ioc-unesco.org/1945makrantsunami/interview/55>

1945 میں میں اتنا بڑا تھا کہ کام کرتا تھا شاید بارہ سے پندرہ سال عمر ہو گی اور میں اپنے والد کے گھر میں رہتا تھا۔ مجھے یاد نہیں کہ اس وقت میری شادی ہوئی تھی یا نہیں ہم اس گھر میں اس وقت سے رہتے تھے جب یہاں کوئی آبادی نہیں تھی۔ اس وقت اس گاؤں میں صرف تیس خاندان آباد تھے اور اس کا نام بلھے جی تھا۔ آج یہاں پانچ یا چھ بڑا لوگ رہتے ہیں جہاں ہم چھلیاں خلک کرتے تھے آج وہ جگہ سمندر کا حصہ ہے۔ [ساحل آج ہر طرف سے گمراہوا ہے اور سمندر آہستہ آہستہ گہروں کی طرف سرک رہا ہے]

بُھر کی اذان سے پہلے ہم نے زلزلہ محسوس کیا میں سورہاتھا مگر لوگوں کے چینچنے چلانے کی آوازیں سن کر جاگ گیا۔ میرے والد کے ایک چیچا وضو کرنے سمندر پر گئے تھے انہوں نے دیکھا کہ سمندر دور جا رہا ہے۔ وہ چلاتے ہوئے واپس آئے اور گاؤں والوں کو اس کے متعلق بتایا۔

سمندر بار بار پیچھے جاتا اور آگے آتا رہا۔ ابھریں اتنی اوپری تھیں کہ نہیں آسان پرستارے کھائی نہیں دیے رہے تھے میرا خیال ہے کہ کل تین ابھریں تھیں۔

مراد علی

انٹرویو کے وقت عمر تقریباً 65 سال سے زائد  
(1945 کے بعد پیدا ہوئے)



ہمارے والد ہمیں زلزلے اور طوفان کے متعلق بتایا کرتے تھے۔ میرے والد کا نام دو خانے تھا۔ وہ یا بارہ سال پہلے  
ان کا انتقال ہو گیا تھا۔

ایک دن میرے والد مجھلیاں پکڑنے جانے والے تھے کہ انہوں نے ایک بہت بڑی لہر کو آتے دیکھا وہ واپس آئے  
کہ لوگوں کو اس کے بارے میں بتائیں۔ دوسری لہر سب سے اوپر جتی انہوں نے بتایا کہ یہ عام سمندری لہروں کی  
طرح کنارے پر آ کر قسم نہیں ہوئی تھیں خوش قسمتی سے اس سے زیادہ نقصان نہیں ہوا لیکن بعد میں انہیں ساحل پر  
بڑے بڑے پتھروں کی کہہت جرت ہوئی۔

میرے والد زلزلہ اور طوفان کے بعد تقریباً ایک مینٹ بہت عجیب قسم کی مجھلیوں کو ساحل کے نزدیک تیرتا دیکھ کر بھی  
بہت حیران ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اس قسم کی مجھلیاں صرف گھر سے سمندر میں ہوتی ہیں خاص طور پر اس علاقے  
میں جسے کھدا کہتے ہیں۔

یہ انٹرویو 20 فروری 2014 کو گونجھ عبدالرحمن میں غزال قیم، عبداللہ عثمان اور دین محمد کا کرنے کیا۔

<http://iotic.ioc-unesco.org/1945makrantsunami/interview/58>

قادر بخش

انٹرویو کے وقت عمر 90 سال



مجھے یاد ہے کہ برطانوی دور میں ایک سمندری طوفان زلزلے کے ساتھ آیا تھا کہ کام کرتا تھا اور میری  
موٹھیں بھی تھیں۔ میں ایک ماہ گیر تھا اور یورپ کے کئی ممالک میں جا چکا ہوں مجھے بہت سے سمندری طوفانوں کا  
تجربہ ہے جن میں تیز ہوا اور بارش ہوتی ہے گمراہ قسم کے طوفان کا تجربہ بس ایک بار ہی ہوا۔

زلزلے کے تقریباً ایک گھنٹے بعد تک ایک کے بعد ایک لہر آتی رہی۔ پہلے سمندر کا پانی پیچھے چلا گیا اور پھر تقریباً دس  
سے پندرہ منٹ بعد واپس آیا۔ پانی ایسے ہی پیچھے گیا جیسا 2004ء میں ہوا تھا [بجرہند میں 26 دسمبر 2004ء کو آنے  
والا سونامی]۔

بہت بھاری چٹائیں زلزلہ آنے کے بعد آنے والی سمندری لہروں نے لا کر ساحل پر رکھ دیں۔ جب یہ واقعہ ہوا میں  
ساحل سمندر پر نہیں تھا۔

یہ انٹرویو 20 فروری 2014 کو گونجھ عبدالرحمن میں غزال قیم، عبداللہ عثمان اور دین محمد کا کرنے کیا۔

<http://iotic.ioc-unesco.org/1945makrantsunami/interview/57>

## کراچی پورٹ بابا آئی لینڈ (جزیرہ)

حاجی اسماعیل (ولد یعقوب)

انٹرویو کے وقت عمر 90 سال سے زائد



میں فیلڈ مارشل جنگی کے ساتھ کام کرتا تھا۔ میں نے اپنی زندگی میں تین سمندری طوفان دیکھے ہیں لیکن سب سے بڑا طوفان زلزلے کے بعد آیا۔ صبح نوبجے پانی چڑھنا شروع ہوا، ہم سمندر میں نہار ہے تھے جب ہم نے خور کیا کہ پانی کا رنگ تبدیل ہو گیا ہے لہر چھ سے بارہ فٹ اونچی تھیں اور ہم نے کوشش کی کہ بھاگ جائیں۔ ہم کشتیوں پر چڑھ گئے لیکن ہر ہوں کی وجہ سے کشتیاں الٹ گئیں۔

ساحل پر موجود کشتیاں زمین پر آچکی تھیں۔ کشتیوں، انسانی جانوں اور گھروں کا بھاری نقصان ہوا۔ کراچی شہر میں خدا مارکیٹ پانی سے بھر گئی تھی مجھے مرنے والوں کے نام یاد نہیں مگر بہت سے لوگ بلاک ہوئے۔ برطانوی لوگوں نے یقیناً اس کا سارا ریکارڈ رکھا ہوگا۔

یا انٹرویو 20 فروری 2014 کو بابا آئی لینڈ کراچی میں غزال قیم، دین محمد کاڑ اور عبداللہ عثمان نے کیا۔

یار محمد (ولد یور)

انٹرویو کے وقت عمر 58 سال  
(1945 کے بعد پیدا ہوئے)



2004 میں انڈونیشیا میں آنے والے سونامی کی وجہ سے بیہاں بھی سمندر میں غیر معمولی اتار چڑھا گئا۔ تقریباً دو پہر ساڑھے چار بجے سمندر کا پانی مود جزیرکی ٹھنڈی ترین سطح سے بھی پہنچے چلا گیا۔ تب اسی سمندر واپس آیا اور ایسا تقریباً دو سے بارہ مرتبہ ہوا۔ کشتیاں پانی کے ساتھ حرکت کرتی رہیں۔ برطانوی دور سے یہ ایک مشہور تفریخی مقام ہے اور اتوار کے روز بہت سے سیاح بیہاں جمع ہوتے تھے اور سمندر کی ایسی تبدیلی کو دیکھ کر سب بہت حیران تھے۔

میں نے اپنی زندگی میں اس واقعہ کے علاوہ سمندر کا یہ عجیب و غریب روایہ بھی نہیں دیکھا۔ ہاں میں نے اپنے والد سے 1945 میں آنے والے ایسے ہی طوفان کی کہانی سنی ہے اسی لیے میں سمجھ سکتا ہوں کہ اس عمل کو سونامی کہتے ہیں۔ یا انٹرویو 20 فروری 2014 کو گوٹھ عبدالرحمن میں غزال قیم، دین محمد کاڑ اور عبداللہ عثمان نے کیا۔

حاجی عبدالرحمن (ولد سلیمان)

86 سال

انٹرویو کے وقت عمر



آگری۔  
اور مارا میں چار غیر مسلم (ہندو) بھی ہلاک ہوئے۔ وہ انہیا سے ایک تجارتی دورے پر آئے ہوئے تھے اس وقت دیگر لین  
اور مارا کی آبادی کی آخری حد تھی۔  
یہ انٹرویو اردو زبان میں 26 فروری 2014 کو عبدالرحمن صاحب کے گھر میں غزال نجم، دین محمد کا کڑا اور عبداللہ عثمان  
نے کیا۔ 11 جنوری 2015 غزال نجم اور دین محمد کا کڑنے دوبارہ انٹرویو کیا

بابا آئی لینڈ (جزیرہ) پر بہت سے لوگ ہلاک ہوئے ان میں ایک برطانوی افسر بھی شامل تھا جس کا نام جیکب تھا۔  
مرنے والوں میں زیادہ تعداد عورتوں اور بچوں کی تھی۔

بھث جزیرہ پر تقریباً میں افراد ہلاک ہوئے ان میں سونا، علیمہ، آچ، غلام رسول، گہرام، مرزا، ملک، صالح محمد، اسد،  
فیض محمد، لالو، بھنا، دیو اور پھتو شامل تھے۔

میں کراچی کی بندرگاہ پر تعمیراتی کام کے شعبہ میں کام کرتا تھا یہاں بھی کافی نقصان ہوا تھا لازمیے اور اہروں کے بعد  
صرف ایک درکشہ باقی بچی تھی۔ کہہ ما ریکٹ بھی ڈوب گئی تھی۔

میرے آباؤ احمد اور رشتہوار مکران کے علاقے سے ہیں اور وہاں پہنچنی اور اور مارا میں زیادہ تر ہلاکتیں ہوئیں۔ مکران  
کے تقریباً تینی سو افراد جو زخمی یا مبتلا ہوئے تھے کراچی لائے گئے ان میں سے اکثر انتقال کر گئے اور ہم نے انہیں  
میوہ شاہ قبرستان میں دفایا اس کے بعد دوبارہ میں، بھی اس قبرستان میں نہیں گیا۔ آج میں ان قبروں کی نشاندہی نہیں  
کر سکتا۔

اور مارا میں ہلاک ہونے والی ایک خاتون میری بیچارا دیہن تھی۔ زلزلہ اس کی شادی کے چند روز بعد آیا وہ اور مارا میں  
اپنے گھر کے بیٹے تلے دب کر ہلاک ہوئی تھی۔ جب وہ چار پائی کے پیچے چھپنے کی چگدھاٹ کر رہی تھی بھی دیوار اس پر

محمد  
انزویو کے وقت عمر  
80 سال



جب پاکستان بنا میں نوجوان تھا میرے بزرگوں نے بتایا کہ سمندر میں پانی کی سطح بلند ہو گئی تھی اور پھر پانی جزیرے میں داخل ہو گیا۔ مجھے (مزید) تفصیلات یاد نہیں ہیں۔

یا انزویو 20 فروری 2014 کو غزال نجم، دین محمد کا کڑا اور عبداللہ عثمان نے بابا آئی لینڈ کراچی میں کیا۔

<http://iotic.ioc-unesco.org/1945makrantsunami/interview/61>

قاسم  
انزویو کے وقت عمر  
90 سال سے زائد

یہ سمندری طوفان جیسا نہیں تھا بلکہ سمندر کی سطح اچانک ہی بہت بلند ہو گئی تھی، ہم سب اوپر جگہ کی طرف بھاگے مجھے یاد ہے کہ یہ دن کا وقت تھا کوئی نقصان نہیں ہوا۔  
یا انزویو 20 فروری 2014 کو غزال نجم، دین محمد کا کڑا اور عبداللہ عثمان نے بابا آئی لینڈ کراچی میں کیا۔

لال محمد (ولد سلیمان)

انڑویو کے وقت عمر 78 سال

حاجی اسماعیل

انڑویو کے وقت عمر 70 سال

میرے دادا اسی جزیرے پر بیبا ہوئے اور ہمارا خاندان اُس وقت سے بیبا آباد ہے 1945 میں میری عمر صرف دو سال تھی اس لیے مجھے کچھ یاد نہیں کیا ہوا تھا لیکن میں نے سا بے کہ پانی بیبا دو سے تین فٹ اونچا تھا بیبا تک کہ زد کی تھر کے درخت بھی جاہ ہو گئے تھے اور لوگ پانی میں بہہ گئے تھے۔

وہاں کچھ زیادہ نقصان نہیں ہوا مگر اسیں تین لاٹیں جن میں ایک لاٹ دہن کا لباس اور زیورات پہنے ہوئی عورت کی طیاری تھیں۔

یہ انڑویو 26 فروری 2014 کو کراچی میں غزال نجم، دین محمد کا کڑا اور عبداللہ عثمان نے کیا۔

میرے دادا اسی جزیرے پر بیبا ہوئے اور ہمارا خاندان اُس وقت سے بیبا آباد ہے 1945 میں میری عمر صرف دو سال تھی اس لیے مجھے کچھ یاد نہیں کیا ہوا تھا لیکن میں نے سا بے کہ پانی بیبا دو سے تین فٹ اونچا تھا بیبا تک کہ زد کی تھر کے درخت بھی جاہ ہو گئے تھے اور لوگ پانی میں بہہ گئے تھے۔

یہ انڈویو 20 فروری 2014 کو غزال نجم، دین محمد کا کڑا اور عبداللہ عثمان نے بیبا آئی لینڈ کراچی میں کیا۔

## دریائے سندھ کیشی بندر

آچالاں  
انڑویوں کے وقت عمر  
80 سال



یہ بہت پرانی بات ہے اسی لیے مجھے یاد ہیں کہ کس سال یہ واقعہ ہوا پاکستان بننے سے پہلے 1940 کے بعد میرا خاندان بالولاح کے علاقے میں آپا دھوگی تھا۔

مجھے یاد ہیں کہ ابڑوں سے پہلے کوئی زائر آیا تھا مجھے اتنا یاد ہے کہ ابڑیں رات کے وقت آئیں مگر صحیح وقت یاد نہیں۔ مجھے یاد ہیں کہ ابڑیں بہت بڑی تھیں اتنی اوپر جیسے آسان کو چھوڑتی ہوں۔ کوئی بھی کھڑا رہ کر ان ابڑوں کو گن نہیں سکتا تھا۔ میں فتح گیا اس لیے کہ میں ابڑوں کے راستے سے کچھ دور تھا۔

اس گاؤں میں بہت سے لوگ بھاگ گئے اور کمی مارے گئے ہلاک ہونے والے لوگ زمین پر پڑے تھے اور کچھ لاشیں درختوں میں پھنسی ہوئی تھیں۔ میں نے خود یہاں جاتی دیکھی تھی۔ اگر میں لکھتا پڑھتا جانتا تو یہ ساری تفصیلات لکھ لیتا۔ میرے بزرگ بتاتے تھے کہ کراچی سے کیشی بندر تک سارا علاقہ جاہ ہو گیا تھا۔

یہ انڈویوں 17 فروری 2014 کو سندھی میں غزالہ قشم، دین محمد کا کڑ، عبداللہ عثمان اور دھنی بخش نے گاؤں بالولاح کیٹیں بندروں سے کٹ لیں گے۔

نور محمد (ولد صدیق)  
انڈویوں کے وقت عمر  
82 سال



میں کراچی پورٹ ٹرست میں ملازمت کرتا تھا اور 1991 میں ریٹائر ہوا۔ 1945 میں غالباً میں بارہ یا تیرہ سال کا تھا۔ ہم کیاڑی میں رہتے تھے میں زلزلہ محسوس ہوا مگر یہ شدید نہیں تھا۔

یہ انڈویوں 26 فروری 2014 کو کراچی میں غزالہ قشم، دین محمد کا کڑ اور عبداللہ عثمان نے کیا۔

سعید محمد روشنخا  
انٹرویو کے وقت عمر

73 سال



ساحل کے مقابلے میں پانی نے کئی بندر میں کم جاہی کی یہاں سے سمندر سات کلو میٹر دور تھا اس لیے ہم زیادہ متاثر نہیں ہوئے لیکن تقریباً تمام ساحلی گاؤں بتاہ ہو گئے۔ بہت سے لوگ بلاک ہوئے۔ مرنے والوں کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ ہم ان سب کے کفن اور جنازے کا بندوبست نہیں کر سکتے تھے۔ میرا خیال ہے ہزاروں لوگ بلاک ہوئے تھے۔ میں نے یہ کہانی اپنے بچوں اور دوسرے لوگوں کو نہیں سنائی اس لیے کہ کسی کے پاس پرانے قصے سننے کے لیے وقت نہیں ہے لیکن میرے والد جو 2012 سال سے زیادہ زندہ رہے اکثر یہ کہانی مجھے سناتے تھے اور مجھے اس سوانحی کے بارے میں زیادہ تفصیلات انہوں نے ہی بتائی تھیں۔

یہ انٹرویو سندھی میں غزالہ قیم، دین محمد کاکڑ، عبداللہ عثمان اور وضیٰ بخش نے کئی بندر، خلیج نہر میں 17 فروری 2014 کو کیا۔

<http://iotic.ioc-unesco.org/1945makrantsunami/interview/66>

مجھے یاد ہے کہ بھی کئی بندر پر ایک بڑی بندرگاہ ہوتی تھی۔ میٹھے پانی کی فراوانی تھی۔ ہزاروں پھریے اور کاشت کار یہاں آباد تھے۔ مزدور دراز علاقوں میں سوکھی ستر سے زیادہ فاصلے پر سکھر شبر سے یہاں کام کی بلاش میں آتے تھے۔ کچھ تو دو ماہ میں سے بھی زیادہ عرصہ تک یہاں رہ کر خوارک اور پیسے اپنے آبائی گھروں میں بھیجا کرتے تھے۔ چاؤ لوں کی برآمدات کا کاروبار یہاں کئی بندر میں عروج پر تھا۔ جہاں آپ میٹھے ہیں اس جگہ ہم چاول کاشت کیا کرتے تھے آج یہاں کاشت کاری سمندر کے پانی کی وجہ سے بالکل ختم ہو گئی ہے۔

میرا خاندان کی نسلیں پہلی کشمی بندر میں آ کر آباد ہوا تھا۔ میرے والد ایک مال بردار کشتی یہاں سے کراچی تک چلاتے تھے۔ آج لوگ میرے بیٹوں سے کہتے ہیں کہ تم لوگ اپنے والد کا خیال نہیں رکھ سکتے اس لیے وہ اس عمر میں بھی کام کرتے ہیں لیکن میں کام کر کے خوش ہوتا ہوں خاص طور پر ماہی گیری کا کام۔

تب میں سات یا آٹھ سال کا پچھا جب ایک رات بہت بڑی لہرنے کی بندر اور آس پاس کے علاقوں خاص طور پر کریک میں حملہ کر دیا۔ سمندر کا پانی ایک خوفناک آواز کے ساتھ اونچا ہو گیا۔ حرث انجیز طور پر ہوا یا باڑ نہیں تھی۔ ہم نے بھی دو بارہ ایسا طوفان نہیں دیکھا۔

جعفر جلو

انٹرویو کے دقت عمر

104 سال



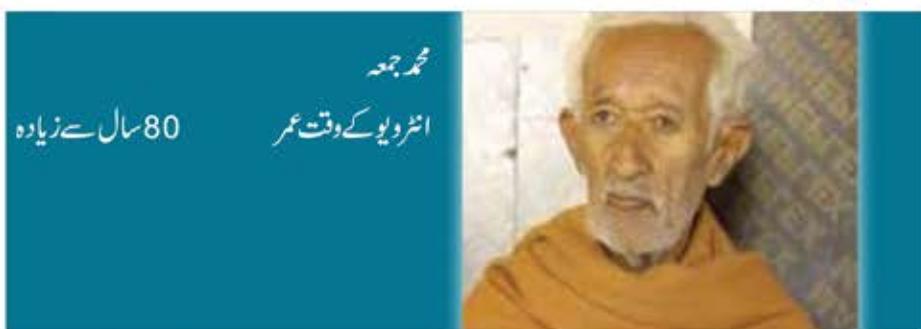
میں نے درختوں سے لگی ہوئی چند لاشوں کو اتار کر دفنا�ا۔  
ہم نے متاثر ہو گوں کے لیے خوارک اور لاشوں کے لیے کفن کا انظام کیا۔  
یا انٹرویو سندھی میں غزال نصیم، دین محمد کا کڑ، عبداللہ عثمان اور دھنی بخش نے 17 فروری 2014 کو کیٹی بند  
ڈسٹرکٹ سندھ میں کیا۔

میں اس وقت جوان تھا جب پاکستان بنتا۔ میں بہت سے علاقوں میں لائیں بندرا اور بیہری (زندگانی) سمیت دوسری  
بہت ساری کریک میں رہا اور کام کیا۔ میں چھلپاں پکڑتا تھا اور زراعت کا کام بھی کرتا تھا۔ علاقے میں تین سے چار  
من تک گندم کی پیدا رحمی کیونکہ یہاں میٹھا پانی اور زخیرہ میں وافر تھی۔  
یقیناً فخر یا محترم کے وقت کی بات ہے میں اپنے گھر میں سورہ تھا کہ ایک چھوٹی لہر آئی اور ہم زندگی ریت کے  
لیے پر دوڑ کر چڑھ گئے۔

دوسرے علاقوں میں اہر درختوں اور اوپنی جگہوں کے اوپر سے گر گئیں۔ پانی تین مرتبہ چیچھے گیا اور آگے آیا۔ دھابو  
اور پیانی کریک میں پانی سمندر کی طرف سے داخل ہوا اور اوپر کی طریقہ تھا چلا گیا اور بالائی طرف کے علاقے میں  
لوگ متاثر ہوئے۔

لہروں کے آنے کے بعد ایک بہت شدید زلزلہ آیا تھا۔ لیکن مجھے یاد ہیں کہ سونامی سے پہلے بھی کوئی زلزلہ آیا ہو۔ صح  
لاشیں زمین پر بکھری تھیں اور درختوں میں پھنسی ہوئی تھیں۔ جہاں میرے چیاز اد بھائی رہے تھے وہاں ہلاکتیں بہت  
زیادہ ہوئی تھیں کیونکہ وہاں ندریت کے نیلے تھے اور نہ ہی کوئی اوپنی جگہ۔ میرا چیاز اد بھائی احمد اور اس کی بیوی ہلاک  
ہو گئے تھے۔ دھابو کریک کے کنارے پر رہنے والے لوگ بھی مارے گئے۔ لیکن پیانی کریک کے کنارے رہنے  
والے افراد قدرتی طور پر اوپنی سطح ہونے کی وجہ سے محفوظ رہے۔ تمر کے درخت زمین سے اکٹھے گئے لیکن تمر کے  
جنگلات نے اپنے چیچھے رہنے والی آبادیوں کو چالیا کراچی کے زندگی ریہری گاؤں میں بہت سی اموات ہوئیں۔

## کھاروچھان



محمد جمعہ  
انٹرویو کے وقت عمر  
80 سال سے زیادہ

میں درزی تھا اور 1945 میں شاید میری عمر تین یا چھپیں برس ہوئی ہوگی۔ اس وقت یہاں لوگ گندم اور چاول کاشت کرتے تھے جو آج ممکن نہیں کیونکہ پانی کھا رہا ہے۔ یہاں آبادی آج کے مقابلے میں کہیں زیادہ تھی کیونکہ آج زیادہ تر لوگ روزگار کی طلاش میں دوسرا سے علاقوں میں جا چکے ہیں۔

اس علاقے میں لبروں نے تباہی پیدا کی تھی۔ مجھے یاد ہے کہ کشتیاں تباہ ہو گئیں اور ڈوب گئیں، مویشی بہر گئے، لوگ مارے گئے اور لاٹیں درختوں میں پھنسی ہوئی تھیں۔

یہ انٹرویو سنڈی میں غزالہ نعیم، دین محمد کاکڑ، عبداللہ عثمان اور عبداللہ بلوج نے کھاروچھان ڈسڑک تھنخہ کشتیاں تباہ ہو گئیں، مویشی اور گھر بہر گئے تھے مگر انسانی جانوں کا نقصان سب سے زیادہ تھا۔ ساحل پر آباد گاؤں صفحیتی سے مت چکے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ تقریباً اس بڑی کریک تھیں۔ ڈھابو، پیانی، چاہ، ہاجماتو، ترشاماتو، گارو اور سگدی کریک کے کناروں پر سب کچھ تباہ ہو گیا تھا۔ لیکن واڑی، بستا اور گھاجا کریک کے علاقے زیادہ متاثر نہیں ہوئے تھے۔ کہیں بندر میں نقصان بہت کم ہوا مگر ہماری کشتیاں تباہ ہو گئیں تھیں۔

18 فروری 2014ء کو کیا۔  
<http://iotic.ioc-unesco.org/1945makrantsunami/interview/71>



ناصہم  
انٹرویو کے وقت عمر  
105 سال

یہ برطانوی دور تھامیری عمر 25 برس تھی اور میں ایک ماں بردار کشتی کا کپتان تھا۔ 1947ء میں میں انداھا ہو گیا۔ اب میرا کوئی خاندان نہیں اور میں اس جھوپنپڑی میں اکیلا رہتا ہوں۔

ندی کوئی ہوا اور نہ بارش تھی لیکن لہریں آنے سے پہلے ایک رزل آیا سمندر کا پانی آدمی رات یا اس کے بعد آیا سب لوگ سور ہے تھے لہریں گھروں کے اوپر سے گزرنگیں۔ میں نے اپنے زندگی میں ایسا طوفان صرف ایک باری دیکھا ہے۔

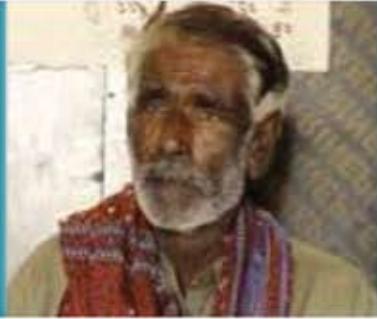
کشتیاں تباہ ہو گئیں، مویشی اور گھر بہر گئے تھے مگر انسانی جانوں کا نقصان سب سے زیادہ تھا۔ ساحل پر آباد گاؤں صفحیتی سے مت چکے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ تقریباً اس بڑی کریک تھیں۔ ڈھابو، پیانی، چاہ، ہاجماتو، ترشاماتو، گارو اور سگدی کریک کے کناروں پر سب کچھ تباہ ہو گیا تھا۔ لیکن واڑی، بستا اور گھاجا کریک کے علاقے زیادہ متاثر نہیں ہوئے تھے۔ کہیں بندر میں نقصان بہت کم ہوا مگر ہماری کشتیاں تباہ ہو گئیں تھیں۔

[ناصہم کی] ہائی بہت سی کریک 1943 کے سروے آف انڈیا کے نقش-T-G42 کراچی جس کا سکیل 1:2500,400 ہے با آسانی دیکھے جاسکتے ہیں۔ شمال سے جنوب تک ان گھروں کے نام جیسا کہ نقش پر لکھا ہے پیانی، ڈھابو، چھان، ہاجما و ترشیان ہیں۔ ہاجما کریک کہیں بندر مکے مغرب میں واقع ہے۔ (نقش میں کہیں بندر لکھا ہے) اور ترشیان کریک کہیں بندر کو سمندر سے جوڑنے والی ندی کے جنوبی سرے پر واقع ہے۔

یہ انٹرویو سنڈی میں غزالہ نعیم، دین محمد کاکڑ، عبداللہ عثمان اور دھنی بخش نے 17 فروری 2014ء کو کہیں بندر ڈسڑک تھنخہ میں کیا۔

<http://iotic.ioc-unesco.org/1945makrantsunami/interview/67>

محمد رمضان ساتو  
انٹرویو کے وقت عمر 80 سال سے زیادہ



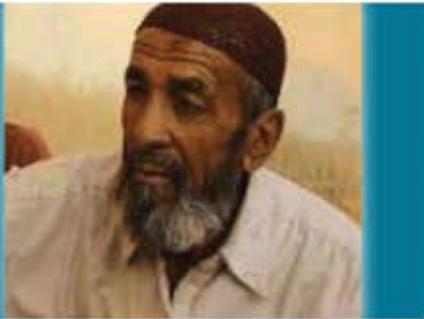
میری والدہ نے مجھے اس حدائقے کے بارے میں بتایا جب بھی کبھی موسم کی خرابی کا اندر یہہ ہوتا تھا میری والدہ اس واقعہ کو یاد کرتی تھیں۔ ہم لکڑی اور مٹی سے بننے ہوئے گروہ میں رجتے تھے سوتا نی رات کو آیا جب لوگ سورہ ہے تھے پانی نے چلوں، مویشیوں، کشتیوں، گھروں اور دوسرا چیزوں کو نقصان پہنچایا۔ کھارو چھان میں آس پاس کے دوسرے علاقوں کی بانسبت کم نقصان ہوا یہ انٹرویو سندھی میں غزال نعیم، دین محمد کا کڑ اور عبداللہ عثمان نے اور عبداللہ بلوچ نے 18 فروری 2014 کو کھارو چھان، ڈسڑکٹ ٹھنڈھ میں کیا۔

<http://iotic.ioc-unesco.org/1945makrantsunami/interview/73>

رضامحمد  
انٹرویو کے وقت عمر 80 سال



یہ ہندوؤں کے بیہاں سے جانے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ میری عمر تقریباً 80 سال سے باہرہ سال تھی اور میں مال مویشی چیزیا کرتا تھا گندم اور چاول کے ساتھ مویشی بھی بہت اہم تھے۔ طوفان رات کے وقت آیا میں نے خود پانی نہیں دیکھا مگر میری دادی اور دیگر بزرگ مجھے اس واقعہ کے بارے میں بتاتے تھے۔ گھارو (شمال کی جانب تقریباً کراچی جتنے فاصلے پر) اور کھارو چھان (جنوب میں تقریباً اسی کلومیٹر کی دوری پر) میں بہت سے مویشی بہہ گئے۔ ہندوؤں کا قبیلہ جٹ اس علاقے میں سب سے زیادہ امیر تھا ان کی عورتیں تقریباً پچھاں سے سانچھ گرام و زندی نہ پہنچتی تھیں۔ جب سمندر کے پانی کے ساتھ لاشیں بہہ کر آئیں تو لوگوں نے عورتوں کی لاشوں کے زیورات چانے کی کوشش کی۔ یہ انٹرویو سندھی میں غزال نعیم، دین محمد کا کڑ اور عبداللہ عثمان اور اور عبداللہ بلوچ کھارو چھان ڈسڑکٹ ٹھنڈھ میں 18 فروری 2014ء کیا۔



حاجی عمر  
انٹرویو کے وقت عمر 90 سال سے زائد

میں نے زلزلہ محسوس نہیں کیا لیکن دریا میں پانی کی سطح بہت اوپری ہو گئی تھی۔ بارش اور ہوا بھی نہیں تھی۔ صبح ہمیں ہتاہی کا پیٹھ چلا یہ تکڑوں لوگ ہلاک ہو گئے تھے۔ ہم سب کے لیے کفن کا انتظام نہیں کر سکے اور کئی لاشوں کو ایک ہی قبر میں دفن دیا۔ میں لوگوں کی مدد کرنے کے لیے سعی بذریغی کرتا۔

یہ انٹرویو سندھی میں غزالیم، دین محمد کا کڑ، عبداللہ عثمان اور عبداللہ بلاوج نے 18 فروری 2014 کو جو گھر حاجی عمر اور جو تحصیل کھارو چھاٹلخ نہیں میں کیا۔

<http://iotic.ioc-unesco.org/1945makrantsunami/interview/75>

محمد  
انٹرویو کے وقت عمر 80 سال سے زیادہ

مجھے یاد نہیں کہ یہ واقع کس سال میں ہوا تھا مجھے یہ بھی یاد نہیں کہ کیا ہوا تھا مگر میں نے اپنے بڑوں سے بہت سی کہانیاں سنی ہیں میرے والد جو ایک کاشت کار تھے انہیں یہ واقعہ یاد تھا وہ اس حادثے کے نتیجے میں ہونے والی جانی اور مال مویشیوں، گھروں اور کشتیوں کے نقصان کا ذکر کرتے تھے۔

یہ انٹرویو سندھی میں غزالیم، دین محمد کا کڑ، عبداللہ عثمان اور عبداللہ بلاوج نے 18 فروری 2014 کو جو گھر اس تحصیل کھارو چھاٹلخ نہیں میں کیا۔

عبداللہ بلوچ  
انٹرویو کے وقت عمر 61 سال  
1945 کے بعد پیدا ہوئے



میری دادی دھنابی بی ان دو طوفانوں کے بارے بتاتی تھیں جو ان کو یاد رہے تھے ایک غالباً 1921 یا 1922 میں اور دوسرا 1945 میں آیا تھا وہ شاہ بندر میں رہتی تھیں جو آج کے مقابلے میں بہت بڑا تھا۔ سمندر کا پانی پہل جانے سے پہلے وہ علاقہ گندم اور چاول جیسی فصلوں کی کاشت کے لیے بہت زرخیز تھا۔ ہمارا خاندان 1965 میں کھارو چھان میں آگیا۔

ایک دن وہ اپنے گھر کے نزدیک کھیل رہی تھی کہ وہ سمندر کے پانی کو شاہ بندر میں داخل ہوتا دیکھ رہی ان رہ گئیں۔ پانی اپنے ساتھ لکڑی، کپڑے اور کھلونے بہالا یا تھا وہ جا ہتی تھیں کہ ایک گزر لیں لیکن ان کے والد انہیں خاندان کے دوسرے افراد کے ساتھ کشتی پر بھاکر وہاں سے دور لے گئے۔ بعد میں پانی کے ساتھ لاشیں بھی بہر کر آگئیں ان میں ہندو گورنتوں کی لاشیں بھی تھیں جنہوں نے زیورات پکن رکھے تھے۔

میرے والد کو بھی 1945 کا واقعہ یاد تھا اور انہوں نے بتایا کہ یہ دن کے وقت ہوا تھا انہوں نے بتایا کہ جانی نقشان زیادہ ہوا تھا مگر 1921 یا 1922 کے طوفان کی نسبت کم ہوا تھا۔

یہ انٹرویو سنگی میں غزال نعیم، دین محمد کاڑ، اور عبداللہ عثمان نے 16 فروری 2014 کو گاؤں علی بخش مرکز تھیں کھارو چھان، ضلع جمنہ میں کیا۔

<http://iotic.ioc-unesco.org/1945makrantsunami/interview/69>

عرب  
انٹرویو کے وقت عمر 100 سال



میں یہاں پیدا ہوا تھا ہمارے بہت سے کھیت تھے۔ دریا اس علاقے سے بہت دور تھا۔ سمندر کا پانی اس علاقے تک نہیں پہنچا لیکن دریا کے نزدیک رہنے والے لوگوں نے ہمیں تباہی کے متعلق بتایا۔ میں یہاں سے 4 سے 5 کلومیٹر کے فاصلے پر سکھی بندر کے علاقے میں گیا۔ وہاں سب کچھ پانی سے تباہ ہو گیا تھا۔ ہمیں جہاں لاشیں ملیں ہم نے وہیں دفنادیں۔ پانی تقریباً دو سے تین میلے تک کھڑا رہا۔ سکھی بندر کے علاقے سے ٹوچ جانے والے بہت سے لوگ اٹھایا چلے گئے۔ اس شہر کے آثار بھی اب نہیں ڈھونڈے جاسکتے۔

یہ انٹرویو سنگی زبان میں غزال نعیم، دین محمد کاڑ، عبداللہ عثمان اور عبداللہ بلوچ نے 18 فروری 2014 کو گوٹھ حاجی عمر احمد، جعفر حسین، ضلع جمنہ میں کیا۔



محمد عثمان پھل داندل  
انڑو یو کے وقت عمر 90 سال سے زائد

90 سال سے زائد

میر اخمند ان ماہی گیری کرتا تھا لیکن میں کاشت کا رتحا جب 1947 میں ہندو زمیندار انڈیا چلے گئے اس وقت بھی میں کسان تھا۔ مخفف سے کراچی تک آبادی بہت زیادہ تھی اور زمین زرخیز تھی۔ کھارا پانی بہاں سے بہت دور تھا۔ مجھے یاد ہے کہ اس وقت رات تھی اور جو لوگ ماہی گیری کے لیے گئے چلاتے ہوئے واپس آئے اور بتایا کہ سمندر آگے آ رہا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ سمندر معمول سے بہت زیادہ زمین کی طرف بڑھا آیا اور کوئی ہوا بھی نہیں تھی۔ جب سمندر واپس گیا تو بہت سے مویشی بہد گئے لیکن میرے گاؤں میں کوئی شخص ہلاک نہیں ہوا۔ ہم ایک میٹنے بعد اپنے گاؤں واپس آئے۔

یہ انڑو یو سنگی میں غزالہ حیم، دین محمد کاڑ، محمد شار اور عبداللہ عثمان 16 فروری 2014 کو گاؤں عثمان داندل، یونیون کونسل کرملک، تحریص جاتی ضلع مخفف میں کیا۔

<http://iotic.ioc-unesco.org/1945makrantsunami/interview/78>



حاجی گل محمد  
انڑو یو کے وقت عمر 80 سال سے زیادہ

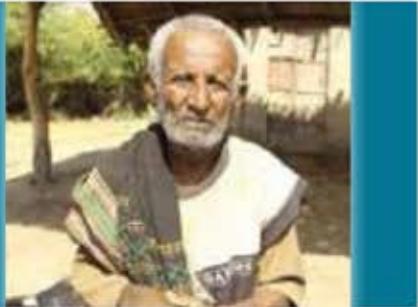
مجھے یاد ہے کہ اس وقت میری عمر سات یا آٹھ سال تھی اور یہ رات کا وقت تھا۔ سمندر کا پانی بخیر تیز ہوا کے اچانک بہت شور کے ساتھ رات کے دو بجے کے قریب بلند ہو گیا پانی کریک میں اس مقام تک داخل ہو گیا جہاں دو لبے دریا خان کا پل آٹھ سال قبلى تھیں۔ اس وقت کے بعد پانی واپس چلا گیا۔ لوگ مویشی، مال و اسباب اور گھر پانی کی اوچی سطح اور تیز بہاؤ کی وجہ سے سب تباہ ہو گیا۔ بہت سے لوگ مر گئے۔ میرے خاندان کا اتنا نقصان ہوا کہ ہم سب منورہ میں منت ہو گئے۔ ایسا واحد دوبارہ کبھی میری زندگی میں نہیں ہوا اور اس سے پہلے بھی کبھی میرے بزرگوں نے اس طرح کے کسی طوفان کے بارے میں نہیں بتایا۔ یہ انڑو یو سنگی میں غزالہ حیم، دین محمد کاڑ، محمد شار اور عبداللہ عثمان نے 16 فروری 2014 کو گاؤں عثمان داندل، یونیون کونسل کرملک، تحریص جاتی ضلع مخفف میں کیا۔

<http://iotic.ioc-unesco.org/1945makrantsunami/interview/63>

## بدین

سلیمان (ولد عبداللہ)

انڑویو کے وقت عمر 100 سال سے زیادہ



50 سال سے زیادہ عمر صہ ہوا شاید سائھ یا ستر سال پہلے ایک خوفناک سمندری طوفان آیا تھا پانی دن کے وقت آیا اور رات کو واپس گیا۔ چار سے پانچ فٹ گہرے پانی پھر بھی کھڑا رہا۔

پانی ہر چیز کو بہا کر لے گیا تقریباً تمام گھر جاہ ہو گئے تھے سوائے ان چند مکانات کے جو اونچی جگہ پر بنے ہوئے تھے۔ جو لوگ نجٹ گئے وہ اونچی جگہوں پر اپنے مال مولیشی لے کر چلے گئے۔ لاشون کو دفاترے کے لیے کوئی خلک جگہ نہیں پہنچی۔ ہمارے پاس کھانے کے لیے کچھ نہیں تھا۔

یہ انڈویو سندھی میں غزال نصیر، دین محمد کاڑ، عبداللہ عثمان اور محمد نعیش دارز نے 19 فروری 2014 کو گاؤں سلیمان پاسو یو نہیں کوئی کوشش کی۔

<http://iotic.ioc-unesco.org/1945makrantsunami/interview/79>

ماسی چاغی (زوجہ امان)

انڈویو کے وقت عمر 95 سال



اس وقت میں شادی شدہ تھی اور میرے دو بیچے تھے میں مویشیوں کی دیکھ بھال گندم کی پائی اور گھر کے دوسرے افراد کے لیے کھانا بنانے کے کام کرتی تھی۔ (اس احاطے میں خاندان کے بہت سے دوسرے گھرانے بھی تھے) وہ نبڑ کا وقت تھا جب پانی ہمارے گھروں میں داخل ہوا۔ پانی جنوب میں رن آف کچھ کی طرف سے آیا تھا اور اس کا رنگ سرخ تھا۔ پانی میں بہت سالملب اور مچھلیاں بھی تھیں جب ہم واپس آئے تو ہمیں پانی کا سرخ نشان زمین سے [1 میٹر اونچا] دیوار پر نظر آیا۔

ہم لکڑی، بانس اور چار پانیوں کے ذریعے تیر کر دوڑ چلے گئے۔ [یہ چیز اسی احاطے سے لیس یا پھر پانی کے ساتھ آئے والے طبے سے حاصل کیں] ہمارے پاس کشتیاں نہیں تھیں کیونکہ اس وقت ہمارا گاؤں سمندر سے بہت دور تھا۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ پانی آنے سے پہلے لڑاکوں آیا تھا لیکن میں نے کوئی جھکا جھوس نہیں کیا۔ البتہ پانی کے آنے سے پہلے بہت خوفناک دھماکہ کی طرح آواز ضرور آئی تھی۔

ہمارے مویشیوں اور مال و اسیاب کا بہت تھستان ہوا تاہم ہمارے گاؤں میں کوئی بلا کست نہیں ہوئی تھی۔ میرا خاندان اللہ و سایا کی جگہ پر جا کر ہا جونزد کی علاقے میں نستی اونچی جگہ پر تھا۔ ہم تین دن بعد جب پانی اتر اتو واپس آئے۔

یہ انڈویو سندھی میں غزال نصیر، دین محمد کاڑ، محمد ثار اور عبداللہ عثمان نے 16 فروری 2014 کو گوٹھ بارہ، گاؤں احمد للاح، یونمن کوئل کرملک، تکمیل جاتی، ضلع نھنھے میں کیا۔

<http://iotic.ioc-unesco.org/1945makrantsunami/interview/64>

سابل اور آمنہ

انٹرویو کے وقت عمر

بالترتیب سو اور اسی سال سے زیادہ

سلیمان  
انٹرویو کے وقت عمر  
90 سال سے زیادہ

جب پاکستان ہاتھ میں گاؤں میں رہتے تھے۔ میں پوچھی جماعت میں پڑھتا تھا۔ میری عمر تقریباً اس سال تھی۔  
ہمارے اسکول کے ہندو ساتنڈہ انڈیا چلے گئے۔

مجھے اس زمانے میں آنے والا کوئی زلزلہ اور طوفان یاد نہیں۔ البتہ بہت سے سائکلوں میں دیکھے  
گئے۔

یہ انٹرویو سندھی میں غزال القیم، دین محمد کاکز، عبداللہ عثمان اور محمد بخش وارث نے 19 فروری 2014 کو گوٹھ شادمان لیڈ،  
یونیورسٹی احمد راجو، ضلع بدین میں کیا۔

جب پاکستان ہاتھ میں شادی شدہ تھی اور میرا ایک بیٹا تھا۔  
یہ رات کا واقعہ ہے آجھی رات کے بعد کا وقت تھا سمندر کے آگے آنے سے پہلے ایک زلزلہ آیا تھا مجھے یاد ہے کہ ہمارا  
گھر طوفان سے تباہ ہو گیا تھا ہم نے وہ رات اپنے گھر کے ملبہ پر گزاری۔ ہماری ایک بھیس ڈوب گئی تھی لوگ جاتی  
کے نزدیکی گاؤں سے لاشیں بیہاں لے کر آئے۔

دونوں خواتین کا یہ انٹرویو غزال القیم اور دین محمد کاکز، عبداللہ عثمان اور محمد بخش وارث نے 19 فروری 2014 کو گوٹھ  
حاجی دریا خان یونیورسٹی احمد راجو، ضلع بدین میں اکٹھے کیا۔ یہ بیان سابل کا ہے آمنہ کے کہا کہ اس کو بھی اس  
بارے میں اعتماد یاد ہے جتنا کہ سابل نے بتا دیا۔

گواں (ولد محمد یوسف)

انڑویوں کے وقت عمر  
90 سال سے زیادہ



میں اس وقت بیس سے پہنچ سال کا تھا جب زلزلہ اور ایک طوفان آیا میں دوسرے گاؤں میں تھا جو اس جگہ سے تقریباً دس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

مجھے یاد ہے کہ زلزلہ طوفان کے بعد آیا تھا اس جگہ جہاں آج ہم مجھے ہیں یہاں پانی کی اوچائی 4 فٹ تک تھی وہ گاؤں جہاں اس وقت میں رہتا تھا پانی ایک آدمی کے قد سے اوچا تھا۔ مجھے یاد نہیں کہ پانی کہاں سے آیا تھا۔ پانی تقریباً تین سے چار ماہ تک اتر۔

میرے گاؤں میں سات افراد جن میں میرے والد بھی شامل تھے ہلاک ہو گئے تھے۔ مجھے تین افراد کے نام یاد ہیں محمد رحیم، دین محمد کا کڑ، عبداللہ عثمان اور محمد بخش وارث نے گوٹھ حاجی دریا خان، یونین کوٹل احمد

اور نہیں آگ جلا کر کھانا پکانے کے لیے لکڑیاں موجود تھیں۔

ہم نے مردہ جانوروں کی کھالیں استعمال کیں یعنی مجھے یاد ہے کہ طوفان کے بعد اتنے مردہ جانور تھے کہ ہم ان سب کی کھالیں بھی نہیں اتار سکتے تھے۔ طوفان کے بعد ہو ہر (ایک وباری مرض) علاقے میں پھیل گیا اور بہت سے لوگ اس پیاری سے مر گئے۔

یہ انڈرویوں میں غزال نعیم، دین محمد کا کڑ، عبداللہ عثمان اور محمد بخش وارث نے گوٹھ حاجی دریا خان، یونین کوٹل احمد راجہ ضلع شخص میں 19 فروری 2014 میں کیا۔

خدیجہ (زوجہ سلیمان)

انڈرویوں کے وقت عمر  
90 سال سے زیادہ



اس وقت میں شادی شدہ تھی اور میرے دو بیچے تھے سمندر نے ہمارے علاقے میں چھیس گاؤں ڈیوب دیئے۔ میں نے زلزلہ محسوس کیا مگر مجھے یاد نہیں کہ اس کی شدت کتنی تھی۔ میں نے آتی ہوئی لہروں کو نہیں دیکھا کیونکہ میں گھر کے اندر تھی لیکن جب باہر نکل تو ہر طرف پانی ہی پانی تھا۔ مجھے یاد نہیں کہ پانی کس سمت سے آیا تھا۔

میں نے دیکھا کہ طوفان کشیوں کو زمین پر لے آیا ہے مجھے یاد ہے کہ میری ایک بھین اور بھری بھی بہرگئی تھی۔ میرے شوہر کے رشتہ دار کے تین بیچے بھی ڈوب گئے تھے۔ وہ سور ہے تھے اور پانی ان کے اوپر سے گزر گیا۔

یہ انڈرویوں میں غزال نعیم، دین محمد کا کڑ، عبداللہ عثمان اور محمد بخش وارث نے 19 فروری 2014 کو گاؤں سلیمان پاس، یونین کوٹل احمد راجہ ضلع بدین میں کیا۔

اگر بھیجہ عرب کے ساحلوں پر آباد درجنوں لوگ 1945 کے زلزلے اور سونامی کی یادیں ہمارے ساتھ نہ باقیتے، اور اس ضمن میں انڑو یو ٹیوں کے ارکان کی کوششیں شامل نہ ہوتیں جنہوں نے زیادہ تر رضا کارانہ خدمات سرانجام دیں تو اس کتابچے کی اشاعت ممکن نہ ہوتی۔ اس سلسلے میں کام کئی منصوبوں کی ایک سیریز کے زیر انتظام آگے بڑھایا گیا، جس کے لئے درکار قم زیادہ تر اقوام متحده کی ایجنسیوں نے فراہم کی، اور رابطے (coordination) کے فرائض زیادہ تر یونیکوآئی اوسی (UNESCO-IOC) نے ادا کئے۔ فنڈز کی فراہمی زیادہ تر یونا یکٹڈ نیشنری اکنام اینڈ سوچ کمیشن فارائیسا اینڈ پیسی فک (UNESCAP) کی جانب سے ہوتی۔ پاکستان میں انڈو یو ٹیکا ابتدائی کام یونا یکٹڈ نیشنری ڈیپمنٹ پروگرام (UNDP) کے ایک منصوبے کے تحت سرانجام دیا گیا۔ پاکستان میں اضافی اعانت یو ایس ایڈ کے آفس آف فارن ڈزاشر اسٹیشنیس (USAID-OFDA) نے فراہم کی۔ عمان میں سرانجام دئے گئے فیلڈ ورک میں زیادہ تر اعانت دی ریسرچ کونسل آف عمان نے گرانٹ 013 EBR 013 GUtech ORG کے تحت جمن یونیورسٹی آف یکنا لو جی عمان کو فراہم کی۔ پراجیکٹ میٹنگز کی میزبانی کے فرائض عمان کے ڈائریکٹوریٹ جzel میٹیور لو جی اینڈ اسیر نیوی گیشن (DGMAN)، یونیکوآئی اوسی (UNESCO-IOC) اسلام آباد، اور سلطان قابوس یونیورسٹی عمان نے سرانجام دیئے۔ سروق پر درج انڈو یو ٹینے والوں کی یونیورسٹیوں اور ایجنسیوں نے فیلڈ ورک اور بعد ازاں مددوں کے کام اور ترجیحوں کے لئے شاف اور وسائل فراہم کر کے پراجیکٹ کی اعانت کی۔

یونیکوآئی اوسی (UNESCO-IOC) میں ابتدائی رابطے (initial coordination) جن کنین نے کئے، جنہیں نورا گیل، آرڈینویم کو دستیحت، اور ٹوپی ایلیٹ نے آگے بڑھایا۔ آرڈینویم کو دستیحت نے نورا گیل کی ادارتی مدد سے اور یو ایس جیلو جیکل سروے کے برائیں ایسٹ واٹر کے تعاون سے کتابچے کو مرتب کیا۔

## افراد جن کے بیانات اس کتابچہ میں شامل ہیں

	عمان	اٹھیا
11	قریات عبدالله بن سعید الستاني الدباب راشد ناصر بماه ناصر حاد خلقان جعو الحسنی فیض شغفیل موئی شب توبی	1 2 2
11		گیشمی خبری پوزم
12		مولے پوش افزار
12		کونارک
13		گل گوزار خلق راو
13	محمد بن علی بن سرحان المقامی الفیاء سعید بن سلیم بن مساعید السعدی صور سید الحمید	3 3 4
14	سیوط بن قیس بن فراج آل الادی احمد سالم بحدال الادی الثایہ حمد بن سلیم بن مسلم العامری راس الحد	4 5 5
15	علی بن سعید بن راشد العامري	ایک نامعلوم خاتون چاہبار رحمت خدادا کیں
15	پاکستان	ایک نامعلوم خاتون رامین
15		دوا اللہ آفارین مشرقی رامین
16	مفری گوارڈ جیونی حیدر ولدو شنبہ حاجی عبد علیم حاجی علی	6 6 7 7 8
17		خالد بلوج خلیل تائیرست
17		پاسا بندر
18		آدم بلوج عثمان
19	عیل محمد محمد رحیم	حاجی ہیر بخش پاسا بندری حاجی صالح تربو پینے (گوداڑ)
19		دوسٹ محمد گلختی
		66

	نام	معنی		
38	آدی گان (ولدِ موتی)	موکی دادشاہ		
38	عبدالکیم (ولدِ طاغریب بند)	حاجی احمد (ولدِ خیر محمد)		
	اور مارا	خدا بخش (ولدِ قادر بخش)		
39	دلدار صاحب (ولدِ داد)	گودار		
39	میاں کنی داد	آمنہ		
40	حکیج بخش (ولدِ شرو)	مسارِ امام بخش		
40	قادر بخش (ولدِ آدم)	حسین اشرف		
41	مدنی (ولدِ قادر بخش)	حسین علی سعیل (ولدِ توکل)		
41	تووا (دختِ غلام رسول)	زہرہ خانم		
42	شمس الدین (ولدِ وجداد)	مسارِ عبدالجید		
43	مسٹر فتح محمد بلوج (ولدِ کواد خدا بخش)	حسن علی		
44	گھنی	محمد احمد قابل		
45	لاری	علام راجح		
45	صالح	سید محمد		
	ڈام (سوئیانی کے نزدیک علاقہ)	سریندر		
46	حاجی محمد اسماعیل (ولدِ علی محمد)	اشرف ناکو		
46	حاجی عثمان (ولدِ علی محمد)	پشنی		
47	محمد عثمان ولدِ محمد موسیٰ	شمکی مائی		
47	اکبر اکبر	تاؤکو (زبده کنی داد)		
	کراچی	مسارِ عبدالرشید		
48	گاؤں عبد الرحمن، ہاکس بے	جنی داد		
49	بور جان (ولدِ پکنو)	قادر بخش کوشش		
49	قادر بخش	آجیانی گھنی		
50	مراڈ علی	خدائی دوست		
	پار محمد (ولدِ پور)	راپک (رابعہ)		
50	کراچی پورٹ بیبا آئی لینڈ (جزیرہ)	کریم بخش		
	حاجی اسماعیل (ولدِ یعقوب)	حکیج بخش		
51	حاجی عبد الرحمن (ولدِ سیماں)	عبدالواحد مراد (ولدِ ہاشم)		
52	قائم	بارون (ولدِ گنگی)		
52	محمد	53	حاجی اسماعیل	افرادِ حنفی کے بیانات اس ترتیب میں شامل ہیں 67

## Interviewers' initials

			53	لال محمد (ولد سليمان)
			54	نور محمد (ولد صدیق)
			54	دریائے سندھ
			54	کشمیر بدر
			55	آچالاج
			55	سعید محمد و نجاحا
AAH	Abdulrahman Al-Harthi	Oman	56	جعفر جبلو
AB	Abdullah Baluch	Pakistan	57	ناٹھو
AM	Attaullah Menghal	Pakistan	57	کھارو چھان
ANB	Abdolmajid Naderi Beni	Iran	58	محمد جمعہ
AR	Anne Roepert	Oman	58	رضامحمد
AU	Abdullah Usman	Pakistan, Oman	59	محمد رمضان ساتو
DB	Dhani Baksh	Pakistan	59	محمد
DMK	Din Mohammad Kakar	Pakistan, Oman	59	حاجی عمر
EAO	Emile A. Okal	Iran, Oman	60	عرب
FP	Fatemeh Pahlevan	Iran	60	عبداللہ بلوق
GH	Gosta Hoffmann	Oman	61	جانی
GN	Ghazala Naeem	Pakistan, Oman	61	محمد عثمان پیل داندل
HG	Hamzeh Ghaffari	Iran	61	حاجی گل محمد
HMF	Hermann M.Fritz	Iran	62	ماسی چانگی (زوج امان)
JG	Javad Ghasemzadeh	Iran	62	بدین
MA	Mohammad Afarin	Iran	62	سلیمان (ولد عبد اللہ)
MAH	Mohammad Ali Hamzeh	Iran	63	سائبان اور آمنہ
MBW	Mohammad Baksh Warer	Pakistan	63	سلیمان
MN	Mohammad Nisar	Pakistan	63	خديجہ (زوج سليمان)
NB	Nilesh Bhat	India	64	ٹھوان (ولد محمد یوسف)
NSAB	Noora S. Al-Balushi	Oman	64	
SS	Seshachalam Srinivasalu	India	64	
VA	Vanessa Andrade	India	64	

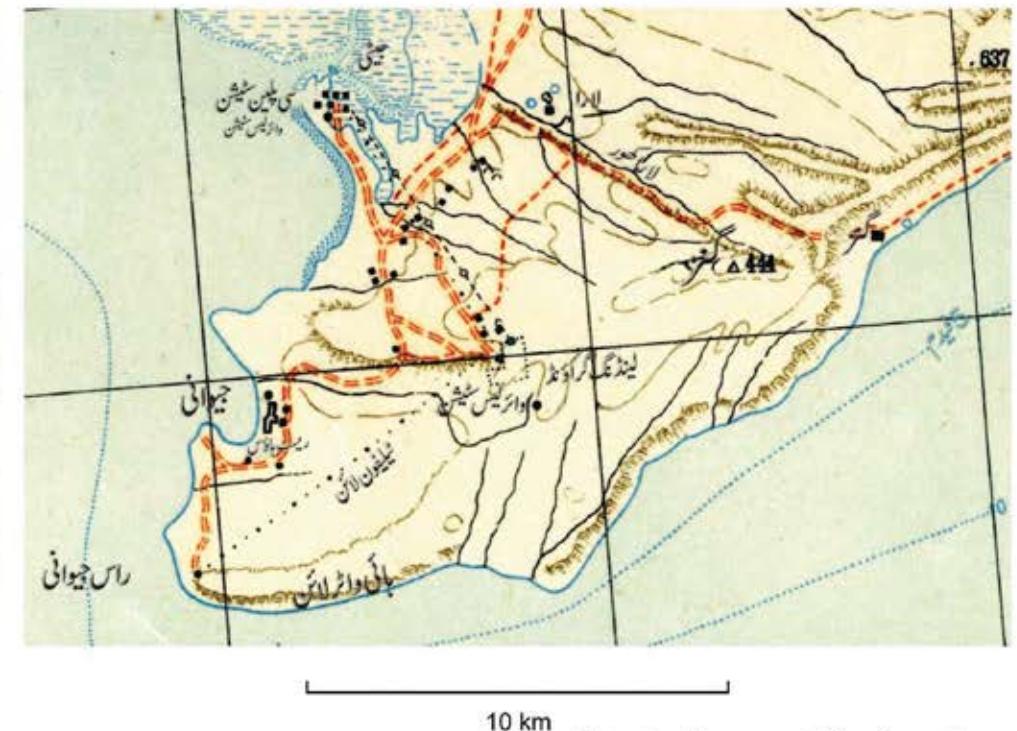
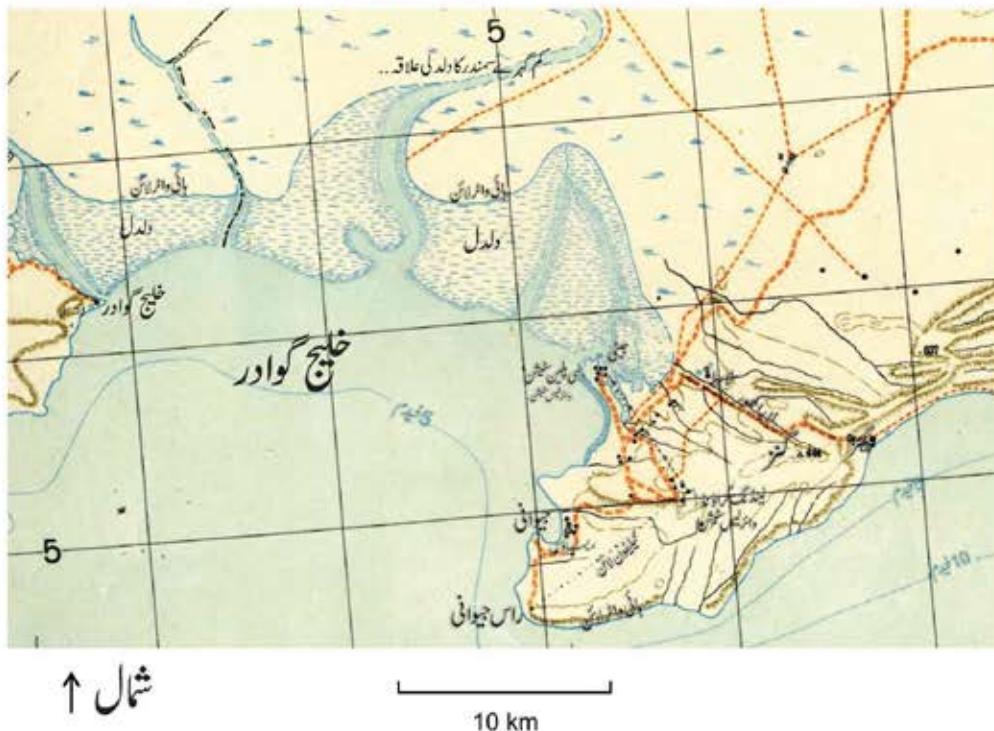
## References cited (حوالجات)

1. Ambraseys, N.N., and Melville, C.P., 1982, A history of Persian earthquakes: Cambridge, Cambridge University Press, 240 p.
2. Bauer, P.J., Tasdemir-Ozdes, A., and Larkina, M., 2014, Adults' reports of their earliest memories: Consistency in events, ages, and narrative characteristics over time: *Consciousness and cognition*, v. 27, p. 76-88, doi:10.1016/j.concog.2014.04.008.
3. Berntsen, D., and Rubin, D., 2006, Flashbulb memories and posttraumatic stress reactions across the life span: Age-related effects of the German occupation of Denmark during World War II: *Psychology and aging*, v. 21, no. 1, p. 127-139, doi:10.1037/0882-7974.21.1.127.
4. Brown, R., and Kulik, J., 1977, Flashbulb memories: *Cognition*, v. 5, no. 1, p. 73-99, doi:10.1016/0010-0277(77)90018-X.
5. Byrne, D.E., Sykes, L.R., and Davis, D.M., 1992, Great thrust earthquakes and aseismic slip along the plate boundary of the Makran subduction zone: *Journal of Geophysical Research*, v. 97, no. B1, p. 449-478.
6. Cahill, L., Haier, R., Fallon, J., Alkire, M., Tang, C., Keator, D., Wu, J., and McGaugh, J., 1996, Amygdala activity at encoding correlated with long-term, free recall of emotional information: *Proceedings of the National Academy of Sciences of the United States of America*, v. 93, no. 15, p. 8016-8021, doi:10.1073/pnas.93.15.8016.
7. Hamzeh, M.A., Okal, E.A., Ghasemzadeh, J., and Beskele, G.R., 2013, Study of the effects of the 1945 Pakistan tsunami on the Iranian Makran coast: Proceedings of the First National Conference on Development of the Makran coast [in Farsi], Chabahar, Iran, p. 9.
8. Heidarzadeh, M., Pirooz, M.D., and Zaker, N.H., 2009, Modeling the near-field effects of the worst-case tsunami in the Makran subduction zone: *Ocean Engineering*, v. 36, no. 5, p. 368-376, doi:10.1016/j.oceaneng.2009.01.004.
9. Heidarzadeh, M., and Satake, K., 2014, Possible sources of the tsunami observed in the northwestern Indian Ocean following the 2013 September 24 Mw 7.7 Pakistan inland earthquake: *Geophysical Journal International*, v. 199, p. 752-766, doi:10.1093/gji/ggu297.
10. Herry Yogaswara, and Eko Yulianto, 2006, Smong, pengetahuan lokal Pulau Simeulue: sejarah dan kesinambungannya [Smong: local knowledge at Simeulue Island; history and its transmission from one generation to the next]: Jakarta, Lembaga Ilmu Pengetahuan Indonesia; United Nations Educational, Scientific, and Cultural Organization; and International Strategy for Disaster Reduction, 69 p.
11. Hoffmann, G., Rupprechter, M., Al Balushi, N., Grützner, C., and Reicherter, K., 2013, The impact of the 1945 Makran tsunami along the coastlines of the Arabian Sea (Northern Indian Ocean) – a review: *Zeitschrift für Geomorphologie*, Supplementary Issue, v. 57, supplement 4, p. 257-277, doi:10.1127/0372-8854/2013/S-00134.
12. Hoffmann, G., Al-Yahyai, S., Naeem, G., Kociok, M., and Grützner, C., 2014, An Indian Ocean tsunami triggered remotely by an onshore earthquake in Balochistan, Pakistan: *Geology*, v. 42, no. 10, p. 883-886, doi:10.1130/G35756.1.
13. Kakar, D.M., Naeem, G., Usman, A., Hasan, H., Lohdi, H.A., Srinivasalu, S., Andrade, V., Rajendran, C.P., Naderi Beni, A., Hamzeh, M.A., Hoffmann, G., Al Balushi, N., Gale, N., Kodijat, A.M., Fritz, H.M., and Atwater, B.F., in press, Elders recall an earlier tsunami on Indian Ocean shores: *Eos (Transactions, American Geophysical Union)*, v. 95.
14. McAdoo, B.G., Dengler, L., Prasetya, G., and Titov, V., 2006, Smong: How an oral history saved thousands on Indonesia's Simeulue Island during the December 2004 and March 2005 tsunamis: *Earthquake Spectra*, v. 22, p. S661-S669.
15. National Geophysical Data Center / World Data Service (NGDC/WDS), 2014, Global historical tsunami database: doi:10.7289/V5PN93H7, [http://www.ngdc.noaa.gov/hazard/tsu\\_db.shtml](http://www.ngdc.noaa.gov/hazard/tsu_db.shtml), accessed October 2, 2014.
16. Neetu, S., Suresh, I., Shankar, R., Nagarajan, B., Sharma, R., Shenoi, S.S.C., Unnikrishnan, A.S., and Sundar, D., 2011, Trapped waves of the 27 November 1945 Makran tsunami: observations and numerical modeling: *Natural Hazards*, v. 59, no. 3, p. 1609-1618, doi:10.1007/s11069-011-9854-0.

17. Okal, E.A., 2010, Report on field workshop Sustan and Beluchistan Province southeastern Iran 09-19 October 2010: 23 p., [http://www.earth.northwestern.edu/public/emile/IR\\_2010.pdf](http://www.earth.northwestern.edu/public/emile/IR_2010.pdf), accessed December 20, 2014.
18. Okal, E.A., and Synolakis, C.E., 2008, Far-field tsunami hazard from mega-thrust earthquakes in the Indian Ocean: *Geophysical Journal International*, v. 172, no. 3, p. 995-1015, doi:10.1111/j.1365-246X.2007.03674.x.
19. Rajendran, C.P., Ramanamurthy, M.V., Reddy, N.T., and Rajendran, K., 2008, Hazard implications of the late arrival of the 1945 Makran tsunami: *Current science*, v. 95, no. 12, p. 1739-1743.
20. Rastogi, B.K., and Jaiswal, R.K., 2006, A catalog of tsunamis in the Indian Ocean: *Science of Tsunami Hazards*, v. 25, no. 3, p. 128-143.
21. Schelach, L., and Nachson, I., 2001, Memory of Auschwitz survivors: *Applied Cognitive Psychology*, v. 15, no. 2, p. 119-132, doi:10.1002/1099-0720(200103/04)15:2<119::AID-ACP692>3.0.CO;2-N.
22. Sharot, T., Martorella, E.A., Delgado, M.R., and Phelps, E.A., 2007, How personal experience modulates the neural circuitry of memories of September 11: *Proceedings of the National Academy of Sciences of the United States of America*, v. 104, no. 1, p. 389-394, doi:10.1073/pnas.0609230103.
23. Smith, G.L., McNeill, L.C., Wang, K., He, J., and Henstock, T.J., 2013, Thermal structure and megathrust seismogenic potential of the Makran subduction zone: *Geophysical Research Letters*, v. 40, no. 8, p. 1528-1533, doi:10.1002/grl.50374.
24. Yulianto, E., Kusmayanto, F., Supriyatna, N., and Dirhamsyah, M., 2010, Where the first wave arrives in minutes; Indonesian lessons on surviving tsunamis near their sources: IOC Brochure 2010-4, 28 p., <http://www.ioc-tsunami.org/>; <http://unesdoc.unesco.org/images/0018/001898/189842e.pdf>, accessed April 3, 2012.

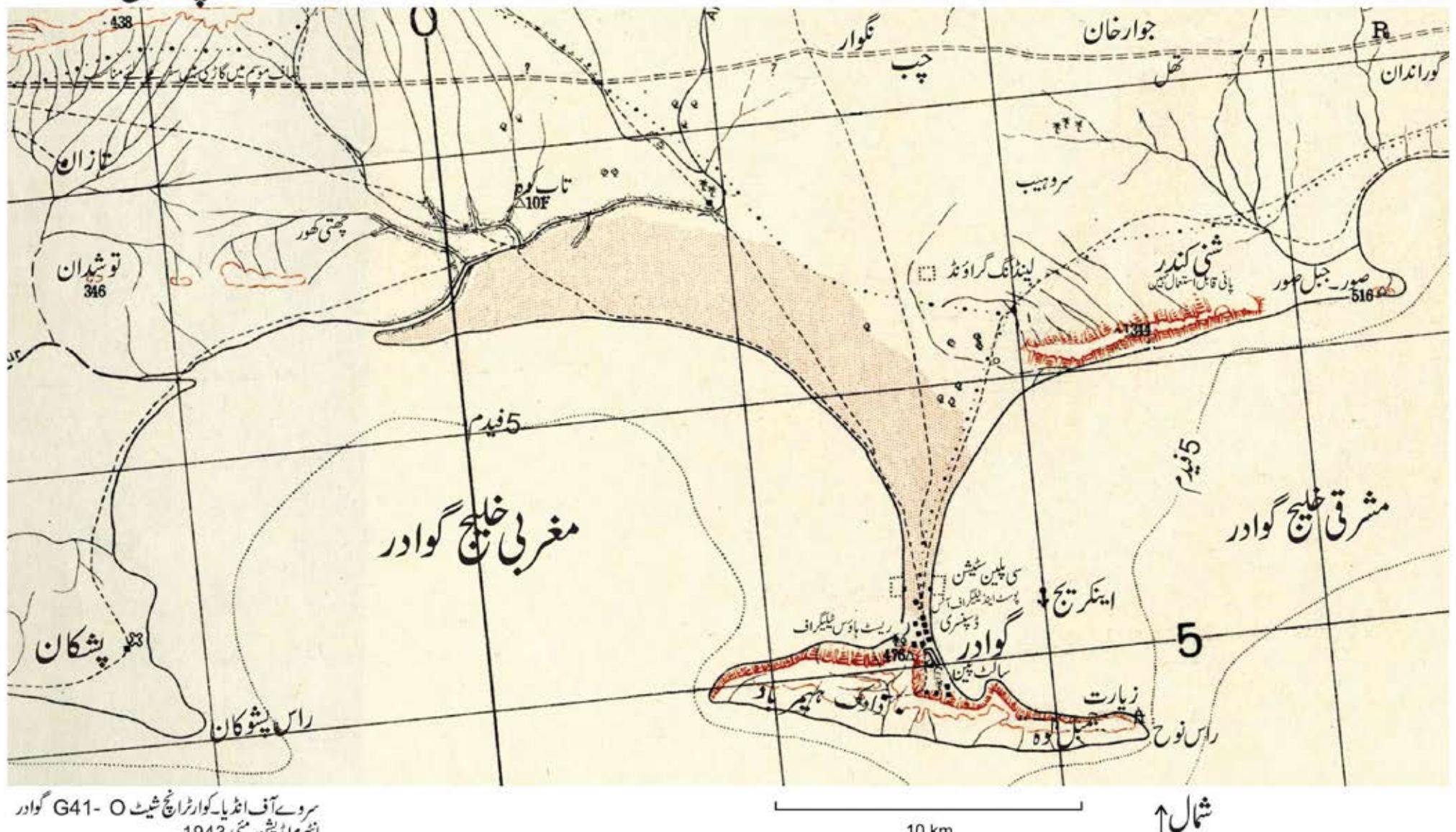
## تاریخی نقشے

### جیوانی اور گنز



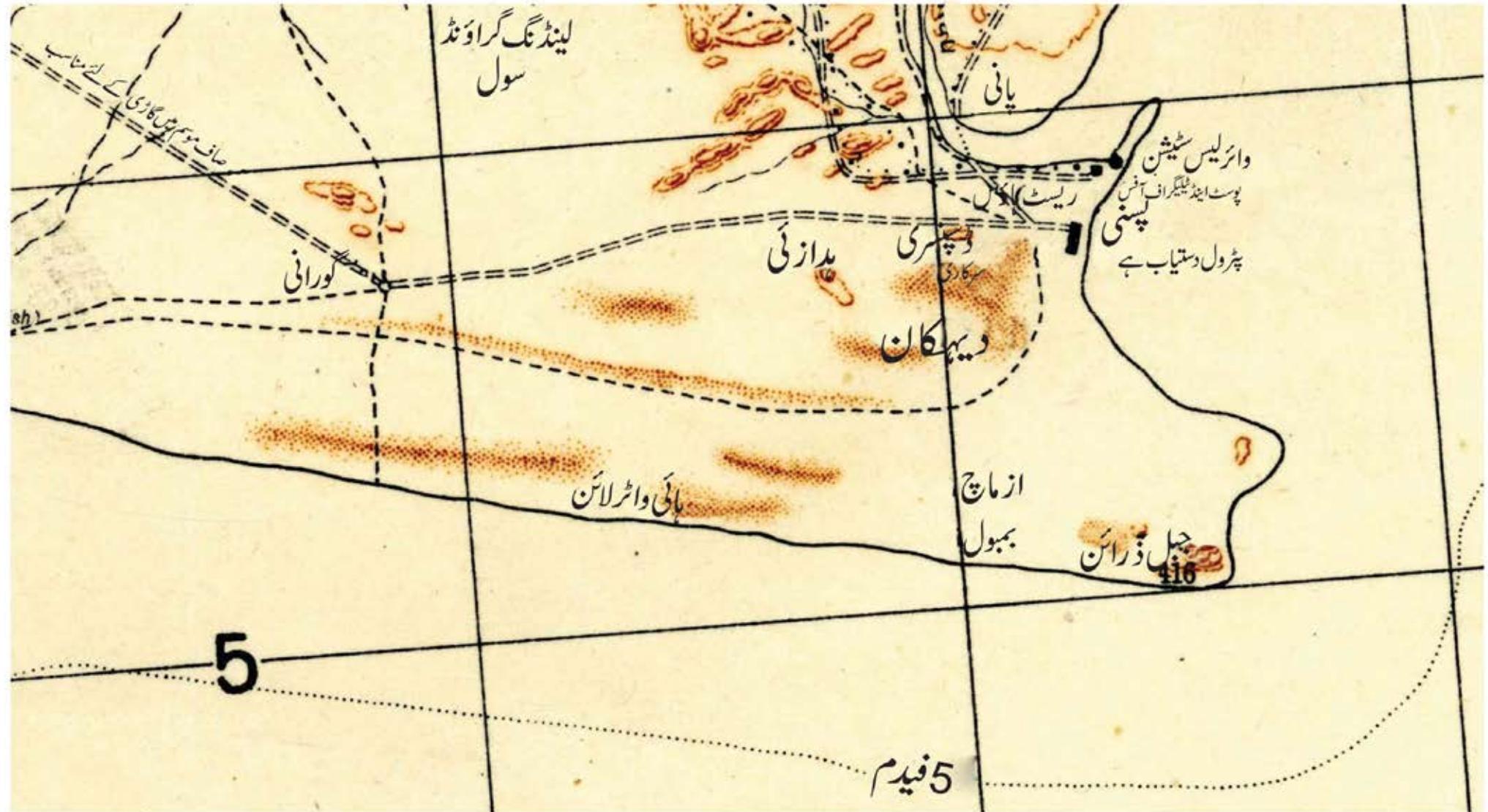
سرے آف انڈیا کوارٹر اجٹ شیٹ N-41 G41-N گواڈر انیمیشن  
دوبارہ اشاعت 1943 (مہولی چہلمی کے ساتھ)۔  
اویسٹن علیل 1:253440  
جیونج آف داکٹن لاہور پر جسے مخواز

پشکان اور گوادر



سرودے آف انڈیا۔ کوارٹر ائچ شیٹ O-41 G41 گواہ  
انجمن ملٹری پیش - 1943  
اور جنگ سکول 1:253440  
یونیورسٹی آف وائٹلینڈ لامبریریز سے ماخوذ

پسندی



سروے آف ائریا کوارٹر اجی شیٹ P G41 ترتیب  
انیم ایجنٹن 1941۔ وہ بارہ اشاعت اپریل 1943  
اوی محفل سکیل 1:253440  
یونیورسٹی آف ویکٹوریان لاہور یونیورسٹی مالخواز

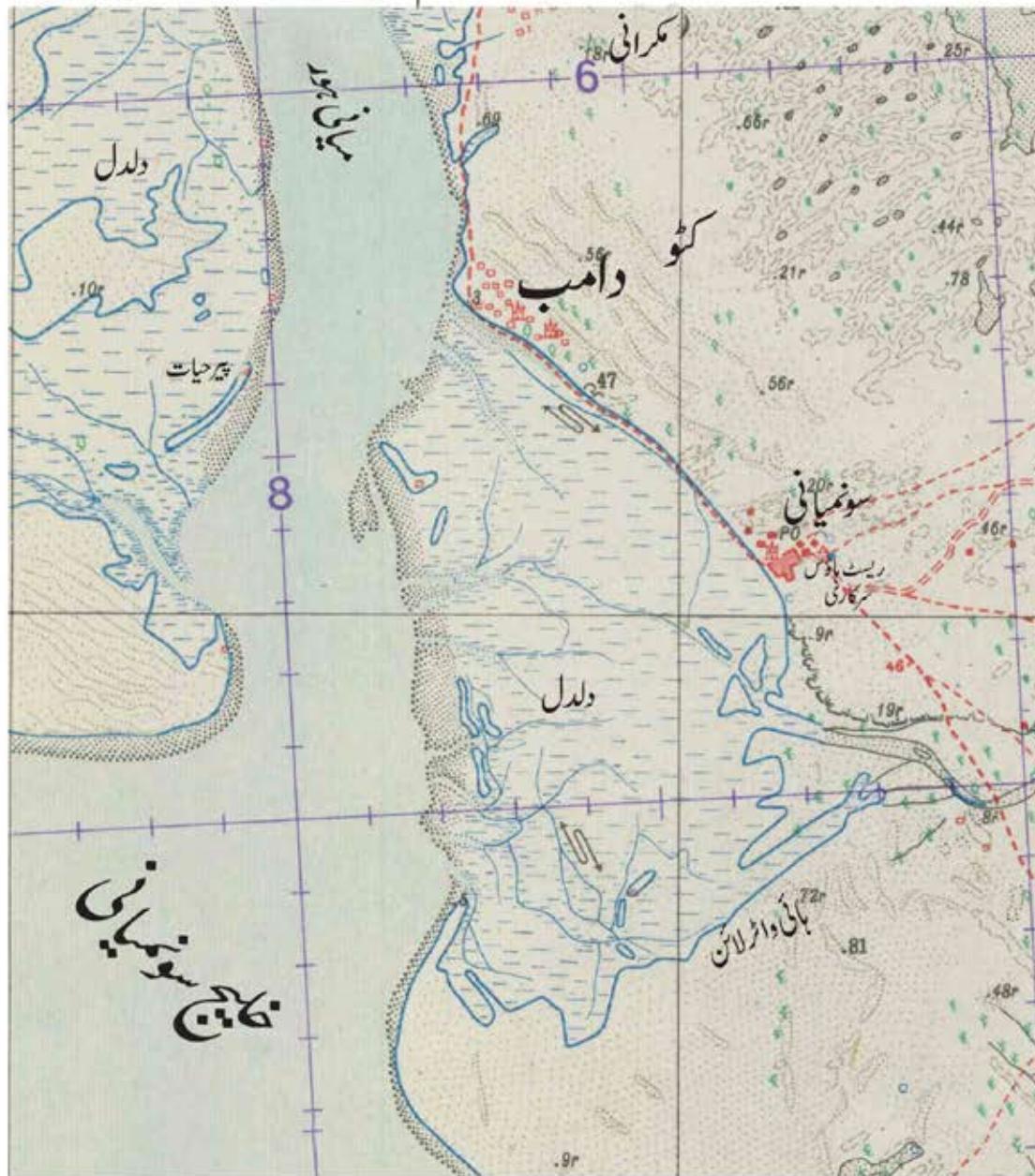
## کلمت اور اور مارا



10 کلومیٹر  
سرے آف انڈیا - کوارٹر نچ شیٹ Q-41 اور مارا۔  
انسیم ایڈیشن 1941 - اشاعت ثانی 1937  
اور جنیں سکیل 1:253440  
نیشنل لائبریری آف آسٹریلیا سے ماخوذ



## ڈام (دامب) (نزوں نمیانی)

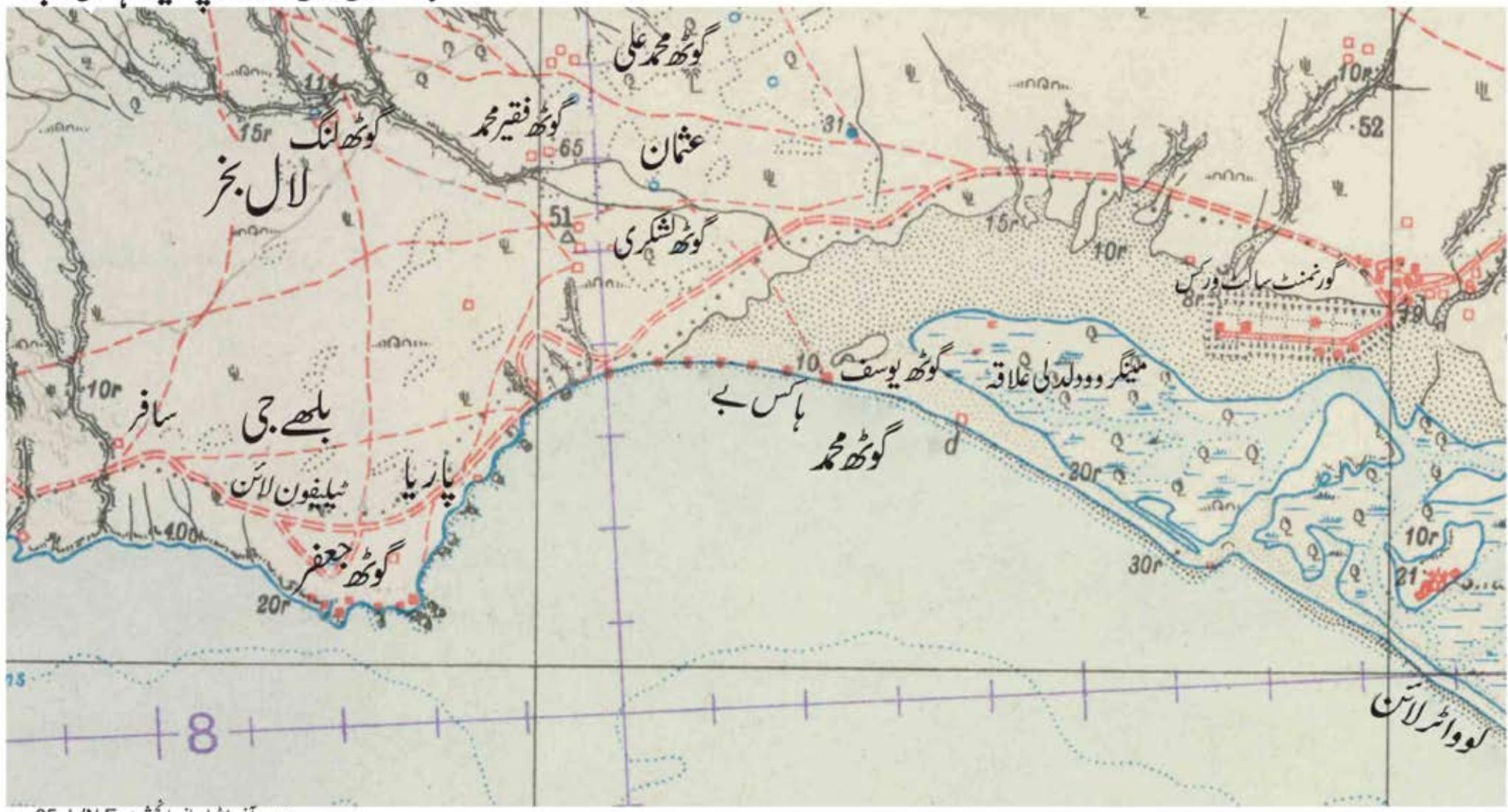


شمال ↑

- 35 K/S.E. -  
اشعاعت اول 1941 - دوبارہ اشعاعت 1945 -  
اوچیل سکیل 1:126720 -  
یوائیں لاہوری آف کانگریس سے مأخوذه

10 کلومیٹر

# عبدالرحمٰن ولنج (نزو پاریا) ہاکس بے



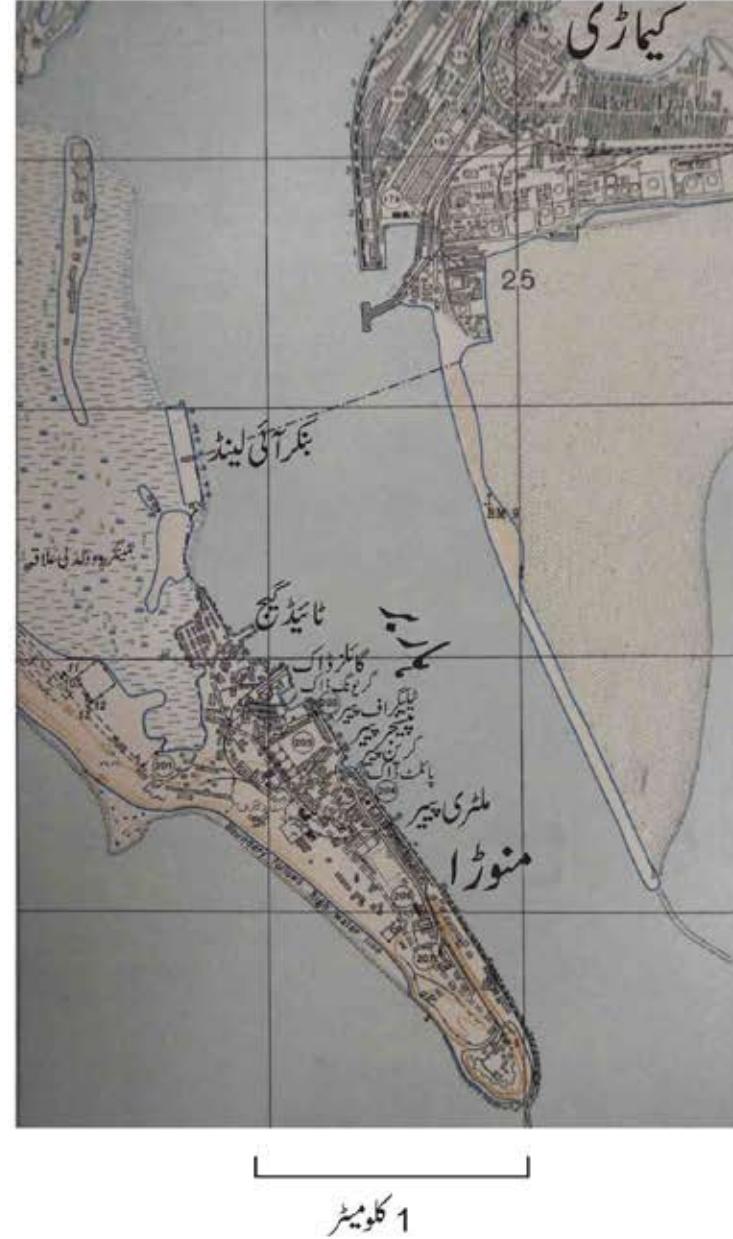
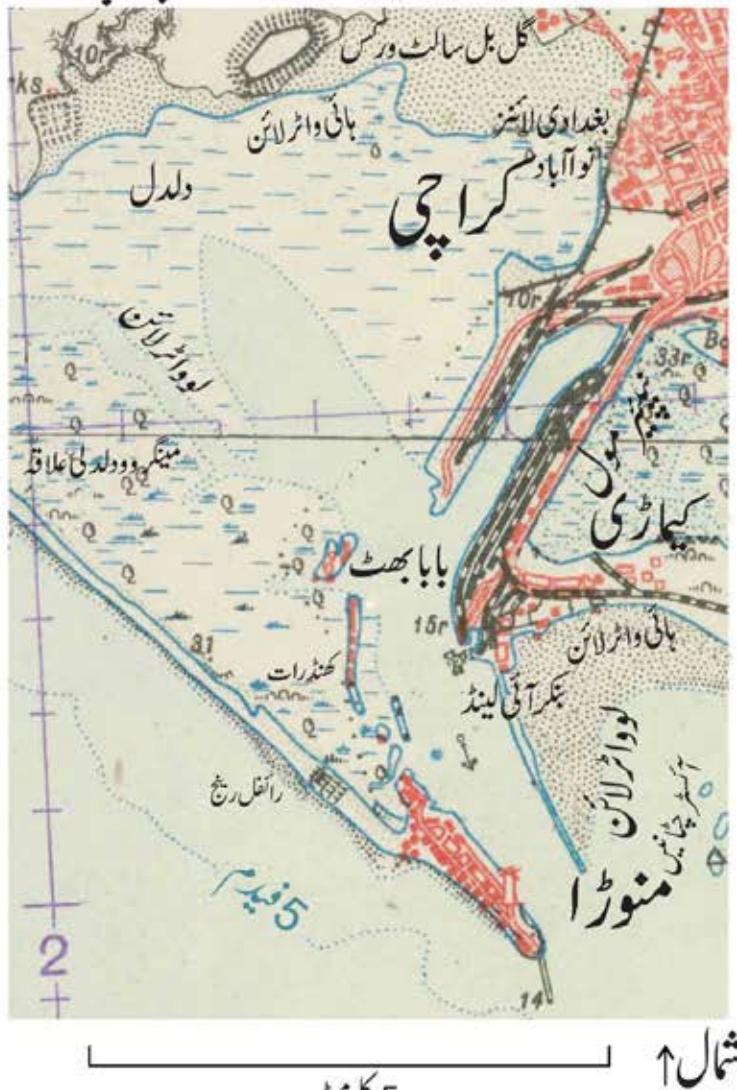
مرسوے آف ائریا۔ ہاف ائچ شیٹ۔ 35 L/N.E.

ایجادت درم 1945ء

اور جیل سکیل 1:126720

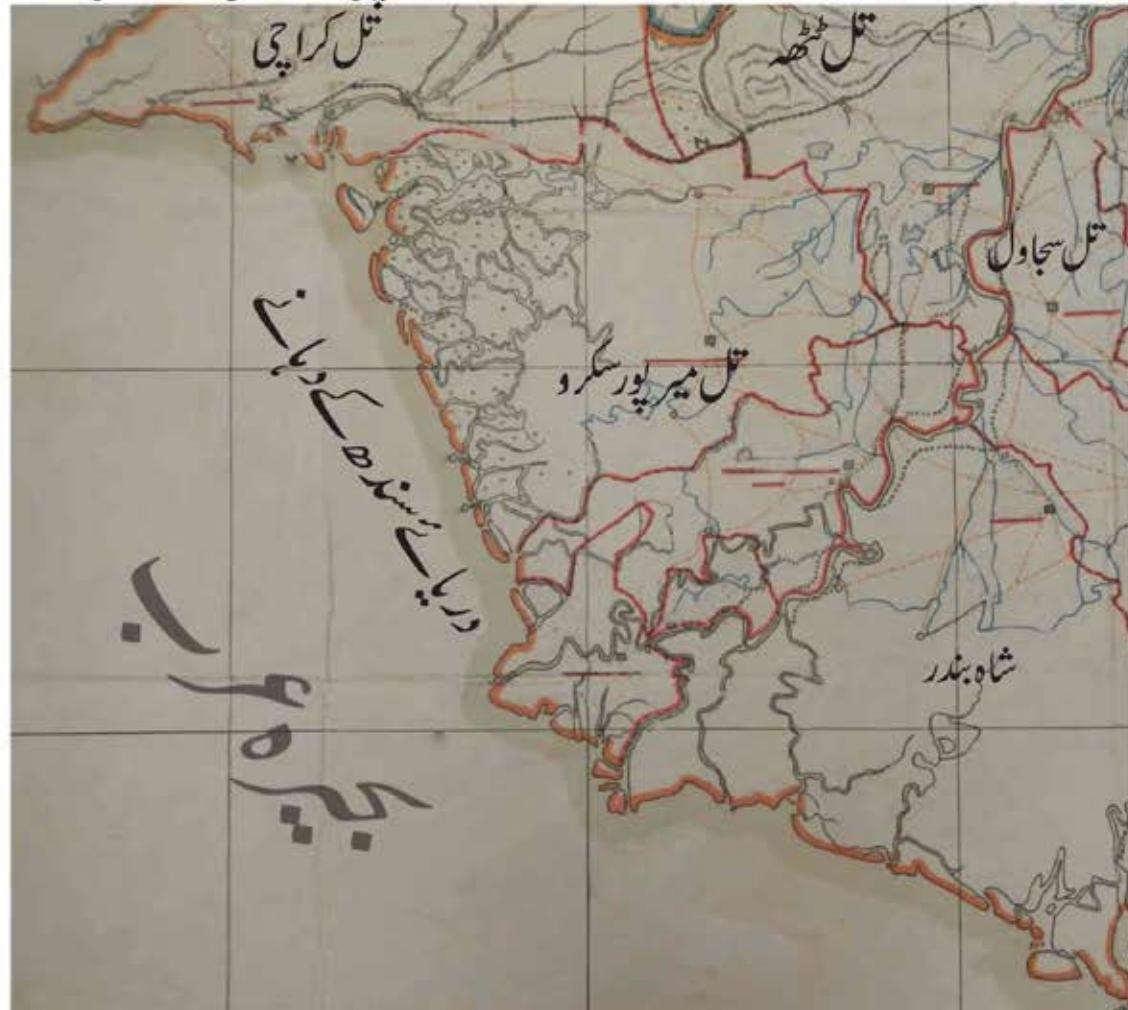
یاں لائس ایئری آف کاگریں سے مانوں

# بaba آئی لینڈ، کراچی پورٹ



بروے آف انڈیا۔ کراچی گائیڈ میپ۔  
اشاعت دوم 1940۔ 1944ء۔ دوبارہ اشاعت اگست  
اویجنل سکیل 1:126720۔ 1:21,720۔  
یوائیں لاہوری آف کانگریس سے ماخوذ

کراچی اور انڈس ڈیلٹا؛ کیٹی بندر



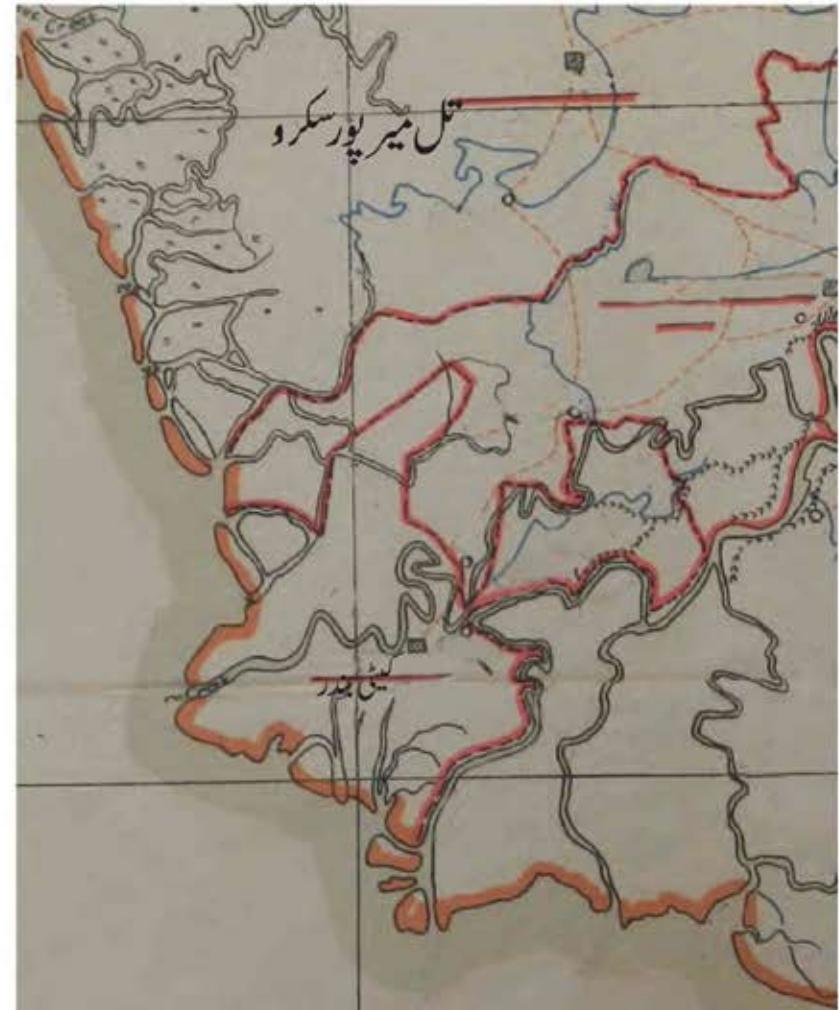
شمال ↑

100 کلومیٹر

سُپر نیڈنگ لینڈ ریکارڈ سندھ  
نقشه سندھ - 1933

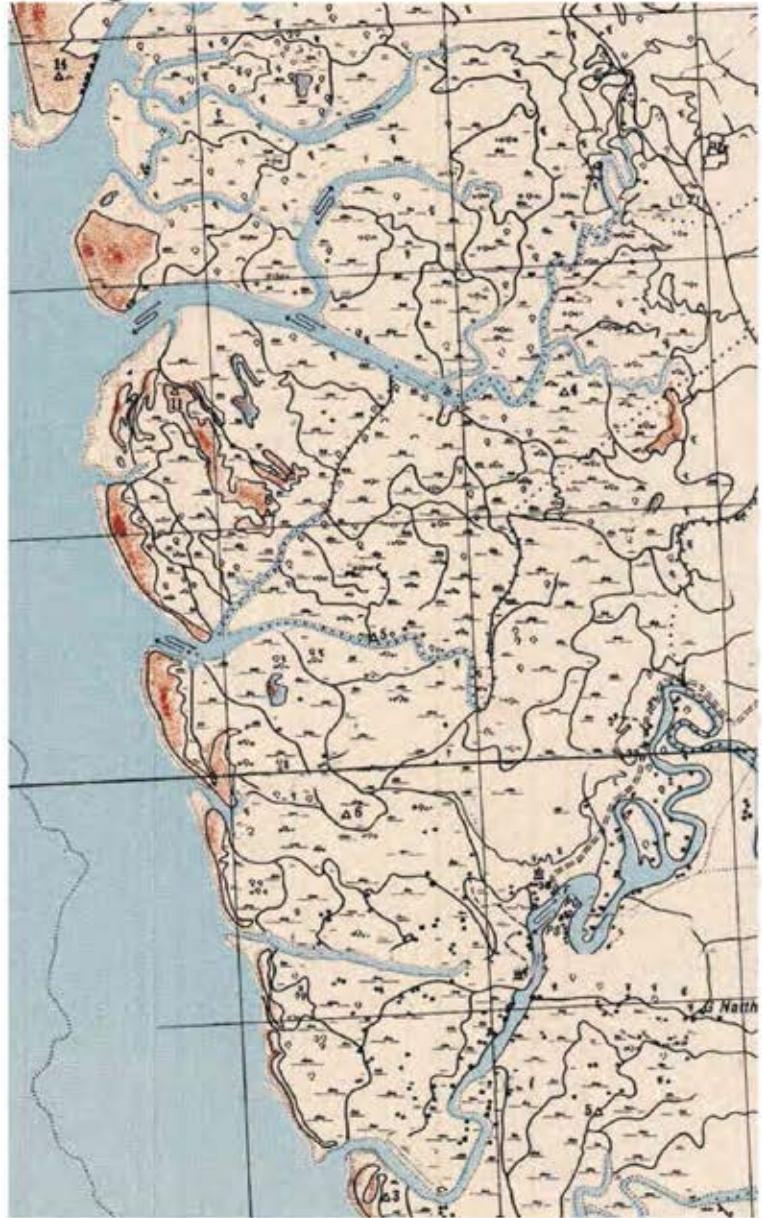
اور جیل سکیل 1:506,880

یوائیس لائبریری آف کانگریس M3 MLC G7643.S5 1933 سے مأخوذه

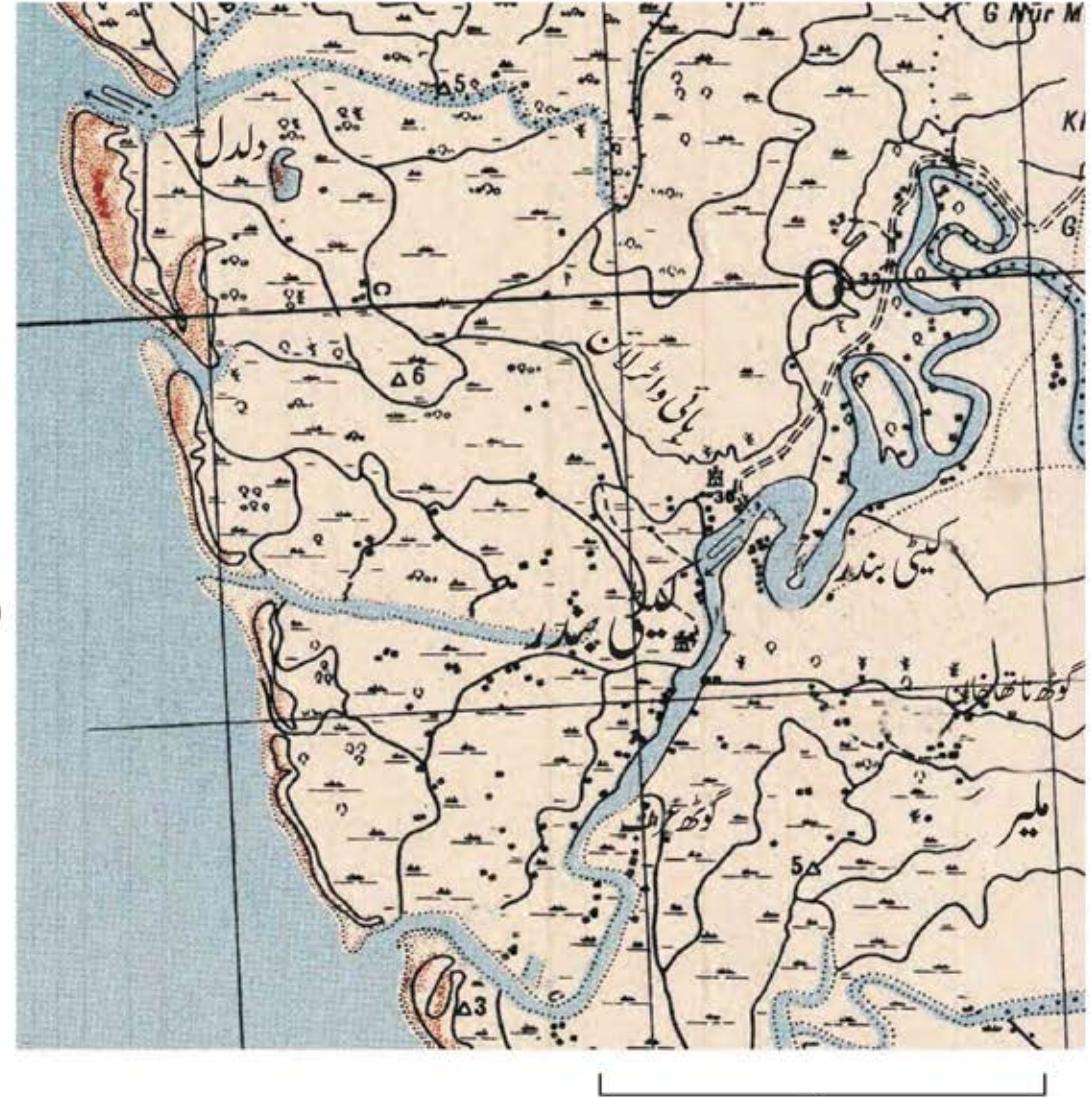


50 کلومیٹر

# کیش بندر



↑ شمال  
10 کلومتر



10 کلومتر

شمال مغربی ساحر ہند میں اس آخری تباہ کن سونامی کو آئے دہائیاں گزر چکی ہیں۔ (آخری مرتبہ) یہ آفت 1945 میں آئی تھی جب دوسری جنگ عظیم کے عدم استحکام اور برطانوی راج تلے ہندوستان میں آزادی اور تقویم کا نقطہ نظر (سونامی سے متعلق) ریکارڈ رکھنے میں رکاوٹ تھے۔ 1945 کے سونامی کے بارے میں حاصل کردہ معلومات موجودہ صورتحال کے پیش نظر، بہت کم ہیں کیونکہ آج آبادی بہت بڑھ چکی ہے جس کو درپیش خطرات کے درست اندازے اور سونامی سے متعلق موثر آگئی مہم کے لیے بہت سا کام ہوتا باقی ہے۔

اس کتابچہ کا مقصد عوام میں سونامی سے متعلق سائنسی سمجھہ بوجھ اور شعور پیدا کرنا ہے۔

اس کتابچہ میں سونامی کے درجنوں عین شاہدین اور اپنے بڑوں سے سونامی کے متعلق سننے والوں کے بیانات شامل ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ یہ یاداشتیں مستقبل میں سونامی سے ہونے والی تباہ کاریوں کو کم کرنے میں مددگار رہا ہت ہوں گی۔

یہ کتابچہ یونیسکو کی جانب سے شائع کیا گیا



رابع، ان 74 سال، اپنے پوتے کے ساتھ، 1945 سے متعلق انٹرویو میں اپنے بھین کی یادیں بتاتے ہوئے (مزید تفصیلات صفحہ 34 پر)

سونامی پاکستان میں رابعہ کے آبائی قبیلے چمنی کے ساحل کے نزدیک سے شروع ہوا تھا۔

انہیں ادنیں سونامی انفارمیشن سٹریٹر نے جکارتہ انڈونیشیا میں شائع کیا۔ اس کتابچہ کی صورت میں اردو ترجمہ یونیسکو پاکستان کی معاونت سے

اسلام آباد، پاکستان میں شائع ہوا۔ اس کی تیاری میں ساحلی علاقوں کے مکین، انٹرویو کرنے والی ٹیموں اور درج ذیل اداروں کا تعاون شامل ہے:

- یونائیٹед نیشن اکنامک اینڈ سوشل کیمیشن فارائیشیا اینڈ پیسیک (UNESCAP)
- دی ریسرچ کوسل آف عمان
- یونائیتد نیشن ایجننسی فارائزیٹیشن ڈولپمنٹ، آفس آف فارن ڈیز اسٹرائلس (USAID-OFDA)
- انڈیا، ایران، عمان اور پاکستان کی یونیورسیٹیاں اور حکومتی ادارے جن کے نام ”سروق“ میں دیے گئے ہیں اس کے علاوہ ادارے جن کے نام ”بکریہ“ میں دیے گئے ہیں